

عمرات سیریز

بلیو فلم

منظرہریم کلیم احمد

عرف سیریز

بلیو فلم

مکمل ٹاؤل

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ
مُلَتَات

یوسف برادرز

چند باتیں

محرم تائیں؟ سلام مسنون!

اس ناول کے تمام نام مقام گرواز واقعات اور
پیش کردہ چوتھے قسطی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جڑوی
کلی مطابقت محض اتفاقی ہوگی جس کے لئے جہاں
مصنف بہتر قسطی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد اشرف قویش

----- محمد یوسف قویش

ترجمین ----- محمد علی قویش

طابع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



نئے ناول کے مسلت کچھ کہنے سے قبل پیشے لفظ کے
سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، اگر سلسلہ ناول کے پیشے لفظ میں
تاریخ سے میں نے اس باب میں رائے طلب کی تھی کہ
پیشے لفظ بغیر عرائس کے عورت کھو دیا کہ اس میں سے بھی
عرائس کو دفعتیہ معفوہات کرنے والے، مجھے خوش ہے کہ
اس سلسلے میں دو ہزار سے زیادہ خطوط ملے، جن میں سے کافی
سے زیادہ اکثر تھے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ پیشے لفظ میں عرائس
کو برکت و فخر دینے والے کی نگاہ سے اس کے رائے کے مطابق عرائس
کو تو کہنے کے لئے دو دفعات سے صفات سے جاتے ہیں جو مصنف کو
صرف ڈیرہ یا ناول سے زیادہ دو صفات سے ملنے ہیں۔ اگر ایسے دو
صفیات میں سے عرائس آگیا تو شاید اس مصنف کے اپنے نام کے جگہ
بجائے عرائس اپنا نام کھنڈ شریک کر دے گا۔

محرم تائیں! آپ کے اکثر قریب رائے سزاگوشت پر آئندہ میں دو
صفیات میں سے عرائس کو داخل فرمادے گا۔

گزشتہ ناول "ڈیرہ سیرکٹ" میں ان کو تمام تاریخ نے بیک رائے دیا
ہے کیونکہ اس خاص طور پر یہ امر کیا ہے کہ آئندہ ناول اس طرح منظم بلکہ

صمت مند ہونا چاہیے۔ اور ایک صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے نادان سے مزاج کا عنصر کچھ کم ہوتا ہمارا ہے شاید اسے لے کر نادان کمزور صمت کا ہوتا ہے لہذا زیادہ مزاج بروقت نہیں کر سکتا چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ شاید نادان سے کھلے طور پر صمت مند ہونا چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ مزاج کا متعل ہو سکے۔ یہ بات مجھے منظور۔ مگر موجودہ نادان کی معافی نہ دیکھئے۔ کیونکہ نادان سے آپ کا فائدہ نہ ہے بلکہ جس کھانا چاہتا تھا۔ اس کے بعد کے نادان سے انشاء اللہ کچھ زیادہ جس صمت مند ہوں گے۔ صمت مند قبیلوں کی صمت۔

موجودہ نادان سے بلیو قلم ایک ایسا نادان ہے جو یقیناً آپ کو چڑکا دے گا۔ قلم قدم پر سسپنس اور کہاں سے کہہ پراسرار ٹانے ہانے نے ایسے یقیناً شاہکار بنا دیا ہے۔ بہر حال آپ اس کے متعلق زیادہ بہتر بتا سکتے ہیں۔ اسے پڑھتے اور پھر اپنے رائے سے آگاہ کیجئے۔

آپ کی آزاد کا شاعر

منظہر کلیم ایم اے

سنٹرل جیل کے دروازے پر قیدیوں کو لے آنے والی دلی ایک جھلک سے دلی اور جیل کے دروازے پر وجود والوں کی آنکھوں میں چمک اُبھرائی۔ وہ جھلک گئے کرتے قیدی آگئے ہیں۔ انہیں سننے قیدیوں کی آمد سے ہمیشہ خوشی ہوتی تھی کیونکہ ہر قیدی اپنے ساتھ ایک غریب غریب کے لئے ان کے لئے گزارہ اور اس کے کر آتا ہے۔ اس قیدی سے ملنے کے لئے آنے والے ملاقاتیوں سے وہ کافی کچھ اغیٹ لیا کرتے تھے۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ نئے قیدی کے مباحثین پرانے قیدیوں کی نسبت ان کے لئے زیادہ اچھے نہیں ثابت ہوتے تھے۔ وہ جڑی دھنسی سے دین کے پھیلے دروازے کو دیکھتے گئے۔ دین کے رکنے ہی کھٹا دردناک کھٹا اور ایک سہا ہی اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بندوق موجود تھی مگر اس نے بندوق کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا جیسے کوئی نادر اور چھو۔ کیونکہ ہنگوڑوں میں کچھ سے ہونے قیدیوں پر کبھی بندوق استعمال کرنے کی فریت نہ آتی تھی۔

سہا ہی کے باہر کھینے کے چند لمحوں بعد ایک اور مرد سہا ہی کا ہمر آیا۔ اس کی بیٹی کے ساتھ زنجیر بندھی ہوئی تھی جس کا درد سرا دین کے دروازے کے اندر غائب

ہو گیا تھا۔

شمس دین! آج ایک ہی پہنچی آیا ہے۔ دربانوں نے موٹے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

ابے! ہر شخص کی آنکھیں دکھا رہا ہے۔ موٹے سپاہی نے زنجیر کو زور سے جھٹکنا دیتے ہوئے کہا۔

مم۔ مم۔ میں نے کوئی قصور نہیں کیا۔ میں سچ کہتا ہوں۔ افسوس

ایک ہفتائی ہوئی آواز سنائی دی۔

ابے! ہر شخص بے قصور کے دیکھے۔ موٹے سپاہی نے پہلے سے زیادہ سانس لے لے میں کہا اور پھر زنجیر کو ایک اور جھٹکا دیا۔

دوسرے کے وچ کئے دوڑنے سے ایک نوجوان لڑکا کھڑا ہوا باہر آگیا۔ اس کے بال جھکے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں دھندلہ پن تھا اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے جھگے سے کپڑے پہن رکھے تھے۔ چہرے پر بے پناہ معصومیت تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ جھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

دروازہ بند کر ڈھنکلا!۔ میں اسے اس کے سر پر پہنچا آؤں۔ موٹے سپاہی نے اپنے ساتھی سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بندو بے برادر سپاہی نے آگے بڑھ کر دین کا دروازہ بند کر دیا۔ جیل کے دربانوں کی امیدوں پر اوس پر گئی۔

ایک قیدی سے وہ کتنا حاصل کر سکتے تھے۔

چلے۔ موٹے سپاہی نے لڑے جیل کے دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

مم۔ مم۔ میں سچ کہتا ہوں۔ نوجوان نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

ابے چل۔ یہاں تجھ سے بھی بڑے پیارا موجود ہیں۔ موٹے سپاہی نے قہقہے لگاتے ہوئے اسے ایک اور دھکا دیا۔ اور پھر نوجوان کو گھسیٹتا ہوا جیل کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

ہاں!۔ یہ ایک ہی سو پر جہاز ہے۔ سارے نے انسپکٹر نیازی کی جانب سے دو ہزار روپے نکال لئے۔ جب انسپکٹر نیازی اسے پکڑنے لگے تو اسے چانور مار

یا۔ یہ زبردستی کر کے دلہا اوجھا پڑا۔ دروازے آج انسپکٹر نیازی میں جو جی گیا تھا۔ پھر جھگڑا پڑا۔ یقین کرو۔ دو گھنٹے تک مسلسل جھگڑا کر کے بعد اس سارے کو تالاب

لے گئے۔ جڑا خطرات ہے۔ جب تک دربان کالا کھڑتے موٹے سپاہی نے نوجوان کی پوری کہانی انہیں سننا ڈالی۔

تو بے وقوف۔ کیا دلیری ہے۔ پرسکال سے دیکھو۔ کتنے معصوم نظر آ رہا ہے۔ دوسرے سپاہی نے ہر ایک پاس کیا۔

چلے افسوس۔ سپاہی نے پچانک کی جھوٹی کھڑکی کھینچتے ہی نوجوان سے کہا کہ نوجوان اس بار ناموشی سے افسوس داخل ہو گیا۔ یہ ایک جھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخری سرے پر ایک اور پچانک موجود تھا۔ راہداری کے دونوں اطراف میں جیل حکام کے دفاتر تھے۔

سپاہی نوجوان کو لئے جیل کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ جیلر ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کی بڑی بڑی مونچھیں دیکھنے والوں کو پہلی ہی نظر میں خوفزدہ کر دیتی تھیں اس کی آنکھوں میں دہندوں جیسی جھلک تھی۔

ابے شمس دین!۔ یہ کس چیز کو اٹھا لایا۔ جیلر نے نوجوان کے سر پر پھینکا دیا۔ جو بڑے قہقہے آمیز ہجے میں کہا۔

جانب! بڑا خطرناک ہے یہ۔ شمس دین نے کاغذات جیلر کی طرف بڑھاتے ہوئے عاجزانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر جب تک جیلر اس کے کاغذات دیکھتا شمس دین

نے چوڑی کہا کافی سنا ڈالی۔

”ادھر ہوا۔ کیا زائد آگیا ہے کہ یہ لڑکے بھی بدعاشی کرنے لگے ہیں۔“
”نے موموں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔“

”نچ۔ جناب۔ میں بے قصور ہوں۔“ نچ جناب۔ ”نوجوان نے کہا۔“

”ابے بند کر اپنا یہ تھوڑا۔“ ورنہ اتنے جوتے لگوؤں گا کہ سارا قصور ناک کے نکل جائے گا۔“ جیلر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور نوجوان سہم کر خاموش ہو گیا۔

”فضل کریم۔“ جیلر نے سناؤ والی میز پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب! فضل کریم نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ابے اس کے کوائف بھر جبر میں۔ اور دیکھ لے اندر۔“ جیلر نے کہا۔

”بہت اچھا جناب۔“ فضل کریم نے سامنے پڑا ہوا پتھر کھڑے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے تمہارا۔“ جیلر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔“ (اگس)۔ نوجوان نے بھیجے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”واہ بیٹے! بڑا لمبا نام ہے۔“ سائیکس ٹو دو غلط تو نہیں۔ اردو میں بھی نام ہے اور انگریزی میں بھی۔“ جیلر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ انگریزی والا نام نہیں ہے جناب! یہ ڈگریاں ہیں۔“ عمران نے دڑتے دڑتے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابے چپ کر۔“ توہم سے زیادہ پڑھا ہوا ہے۔ ابے آؤ جاتیں پاس۔“

”نہیں میں۔“ جیلر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جی۔“ عمران کا غذاں میں کھانا ہوا ہوا۔ پڑھ لیں۔“ عمران نے اس بار قدرے ساٹا لہجے میں کہا۔

”ابے مذاق کرنا ہے مجھ سے۔“ یعنی جیلر بندے علی عمران سے۔ جس کے سامنے بڑوں کا پیٹیاں بکھل جاتا ہے۔“ جیلر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”ادھر۔“ پھر بر وقت آپ کی پتلون میل جی رہتی ہوگی۔“ عمران نے معلوم سے لہجے میں کہا۔ اور جیلر کی کرسی سے اچھلا جیسے فے کرٹ لگ گیا جو اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تھیک ہو گیا تھا اور شرمش دین سپاہی اور فضل کریم دونوں سہم گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اب قیدی کی کم بختی آگئی۔ جیلر اسے مارا کہ مبروت بنا دے گا مگر اس سے پہلے کہ جیلر اس کو عمران تک پہنچا۔ میز پر پڑے ہوئے شینڈل کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

جیلر نے ایک جھٹکے سے ریور اٹھایا۔ مگر اس کی تہر تو نظری عمران پر مچی ہوئی تھیں۔ جیسے کہہ رہا ہو۔ ابھی ہنسا بول تم سے۔ تو ان سس لوں۔

”جیلر بندے علی خان۔“ جیلر نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”سری طرف سے بتائے کیا کہا گیا کہ تیر کی یکم کیا پٹ گئی۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اور پھیلے ہوئے کندھے یکدم سکڑ گئے۔“

”نچ۔“ جناب جو حکم جناب۔“ جیلر کے لہجے میں نڈیانہ پن عموماً آیا تھا۔

دوسری طرف سے کچھ دیر تک کچھ کہا تا کہ وہ جیلر جی جی کرتا رہا۔ اور پھر اس نے دھینے ہاتھوں سے ریور رکھ دیا۔ اب وہ عمران سے نظریں نہ مارا تھا۔

”فضل کریم۔“ جلدی سے کوائف بھرو اور انہیں لے جا کر ٹوڑی بڑھاپس میں

بند کر دو۔ جیلر نے فضل کریم سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے پیچھے میں ہلکا سا تھپکھٹکے ہوئے کہا۔

خون کا اثر نمایاں تھا۔

عمران کے لمبوں پر زبردی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

شمس دین اور فضل کریم دونوں جیل کی حالت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ فضل کریم نے سب سے پہلے دھڑکا۔

نے کاغذات اٹھا کر بند کی جلدی ریسٹر کے غانے پھرنے شروع کر دیئے اور پھر

اس نے بڑے کچھ بچے لگے ہوئے ہیں کو دیا۔ دوسرے نے ایک ڈنڈا بردار قوی بیٹا

دربان اندر داخل ہوا اور عمران کو بروں دیکھنے لگا جیسے قصائی دنگے ہونے والے بکرے

کو دیکھتا ہے۔ شمس دین نے جلدی سے عمران کے ہاتھوں میں لگی ہوئی ہتھکڑیاں

کھول دی۔

اسے لے چاکر کٹھڑی پر پھینک دیا اور خیال کرنا خطرناک ہے۔

جیلر نے ڈنڈا بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

بہت اچھا صاحب! ڈنڈا بردار نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے

عمران کا بازو پکڑ لیا۔

چلے۔ ڈنڈا بردار نے خوفناک انداز میں اُسے دروازے کی طرف

گھسیٹے ہوئے کہا۔

جیلر نے چونک کر دیکھا۔ اس کے ہونٹ کچھ کھینچنے کے لئے چڑھ چکے تھے

تھے کہ اس نے سختی سے ہونٹ بند کر لئے۔ البتہ اس کی آنکھوں میں الجھن کے

آثار نمایاں تھے۔

ڈنڈا بردار عمران کو لیے جیلر کے کمرے سے نکلا اور ساتھ والے کمرے میں لے گیا

وہاں میز پر گٹھڑی کی صورت میں جیل کا دریاں پڑی ہوئی تھیں۔

ڈنڈا بردار نے عمران کو میز پر لٹایا۔ دریاں میں نالی جگر مٹی۔ دربان عمران کو بازو سے پکڑے شمالی حصے کی طرف

ہنی ہوئی بیک کی طرف لے گئی۔ اس بیک میں صرف دو کوٹڑیاں تھیں۔ بیک کے آگے ایک دربان کھڑا ہوا تھا۔ دونوں کوٹڑیوں میں ایک ایک قیدی موجود تھا۔ پچیس نمبر میں وہکیل دو اسے۔ خیال رکھنا بڑا خطرناک ہے۔ ڈنڈا بڑا دربان نے بیک کے دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

بیک کے دربان نے پٹی کے ساتھ ٹٹکی ہوئی چابیاں نکالیں اور پھر ایک کوٹڑی کا تالا کھولنے لگا۔ کوٹڑی پر سفید سے سے پچیس بڑکھا ہوا تھا۔ ان کوٹڑیوں میں ایک نوجوان چپٹ لیٹا ہوا تھا۔ اس کی شبیر بڑھی ہوئی تھی۔ چہرے پر مروئی طاری تھی۔ اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ مر چکا ہو مگر دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھولیں۔ اس کی آنکھوں میں بے بسی تھی۔ اور پھر دربان نے عمران کو ایک زندہ دار دھکا دے کر اندر دھکیلا اور کوٹڑی کا سلاخوں والا دروازہ دوبارہ بند کر کے تالا لگا دیا۔

عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر ٹائز نہ نظروں سے کوٹڑی کو دیکھتے لگا۔ فرش پر لیٹا ہوا نوجوان اس کا مہیو گیا۔ وہ الجھی ہوئی نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

عمران نے کوٹڑی کا جائزہ لے کر قیدی کی طرف دیکھا اور پھر جھکتے ہوئے کہنے لگا۔

”بیٹھ جاؤ“۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے امانت مانگ رہا ہو۔
”بیٹھ ناؤ“۔ قیدی نے جبرائے ہوئے جیسے میں کہا اور عمران وہ چپ فرش پر بیٹھ گیا۔

”نڈا کی پناہ۔ یہ چل ہے یا مذبح خانہ؟“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے پہل لہراتے ہوئے۔ قیدی نے پوچھا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

”کیا جرم کی تھا؟“ قیدی نے پاٹاں لیے میں پوچھا۔

”جرم کیا ہوتا تو پھر کیا افسوس تھا۔“ عمران نے معصوم سے جیسے میں کہا۔
”کیا مطلب؟“ قیدی نے الجھے ہوئے جیسے میں کہا۔

”بھتی مطلب کیا۔“ تین روز سے جیب خالی تھے۔ کل ایک سڑک سے گزر رہا تھا کہ ایک سوٹسا پولیس انسپکٹر پاس سے گزرا۔ اس کی پھیلی جیب میں بڑے نوٹوں کی ایک گڈی تھی جو آدھی باہر تھی۔ بس جی پیل اٹھا۔ میں نے گڈی سے ایک نوٹ نکالنے کی کوشش کی مگر اس حرام خور انسپکٹر کو نہانے کیسے پتہ چل گیا اس نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے بڑی مشکل سے ہاتھ چھڑایا اور جانک بڑا ہنگو گلوں نے پکڑ لیا۔ پہلے تو اس انسپکٹر نے پٹائی کی، پھر خوات میں بند کر دیا اور آج صبح ایک عدالت میں لے گئے۔ اس نے میری کوئی بات ہی نہ سنی۔ اور ایک سال کی قید سنائی۔ چنانچہ اب یہاں موجود ہوں۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مگر وہاں تو کہہ رہا تھا کہ تم خطرناک قیدی ہو۔“ قیدی نے مشکوک جیسے میں کہا۔
”ماتے فراڈ ہیں۔“ عدالت میں کہہ رہے تھے کہ میں نے انسپکٹر کو مار دیا۔
”تھکانا کبھی بات ہے کہ میں نے جافو سے آؤ سبھی نہیں کاؤ۔“ عمران نے معصوم سے جیسے میں کہا۔

”تم واقعی بے قصور ہو۔“ بس تم خطرناک اس نے ہو گئے کہ تم نے انسپکٹر کو جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔“ قیدی نے پہل پھر سکتا ہے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی ان کی معصومیت سے متاثر ہو گیا تھا۔

”اور تم۔“ عمران نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔
”بس کچھ نہ پوچھو۔“ تباہے جیسا ہی جرم ہے۔“ قیدی نے نہتے ہونے کہا۔

نے قلعہ کی فخروں سے اس کے بازوؤں کی لمبائیاں دیکھتے ہوئے کہا۔
 اچھا۔۔۔ جلدی بنادو۔ میں اس جیلر کی سونگھیں اکھاڑنا چاہتا ہوں۔
 ماٹے نے ڈراؤ میں کیا ہے۔۔۔ عزان نے شوق سے ہر لمبے میں کہا۔
 یہ جیلر کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تم دیکھتے جاؤ۔۔۔ مجھے قہار! جسم اور صوابین
 پسند آگیا ہے۔ میں قہار کی تربیت کروں گا۔۔۔ آج رات ہوئے دو چور دیکھنا کیا
 ہوتا ہے۔۔۔ جیکال نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور عزان ہنسنے بنا اس کی
 شخص دیکھتا رہ گیا جیسے اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا ہو۔



نوجوان نے نظر اٹھا کر کلا کے پیکر ہر کو دیکھا اور پھر اس کے ہوں
 پر زبریں مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے ایک سیٹیر پر پاؤں کا پورا دبا ڈال دیا اور
 سپریشی کاروائی سے منہیں ہونے لگی کی طرح جھانکنے چلی گئی۔
 یہ پہاڑی علاقہ تھا اور پھر کھانی چولی رنگ کی سرنگ پر جس کے ایک طرف اونچا
 پہاڑ اور دوسری طرف ہزاروں فٹ گہری کھائیاں تھیں۔ اس زلزلہ سے کار چلانے کو
 محنت کے سوا اور کیا کہا جاسکتا تھا۔ مگر نوجوان کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے
 وہ دارالحکومت کی پاٹ اور کشہ و سرنگ پر ڈیڑھ توں گ کر رہا ہو۔ ہر دو منٹ بعد اسے
 میزنگ اپنی توت سے کاشیاڑا اور کار کے مارتے جیتنے ہوئے رخ بدل لیتے۔
 نوجوان سے قہر بٹا پانچ سو گز جیسے نیلے رنگ کی ایک اور کار جیسی اسی رفتار

اچھا، اچھا۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہ انسپکٹر اسی لئے جیب میں نوٹ ڈالے
 پھر اٹھا کر تمہیں اور مجھے جیل پیش کر دے۔۔۔ عزان نے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ
 کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سمجھا ہو کہ قیدی بھی انسپکٹر کی جیب سے نوٹ نکالنے کے
 جسم میں کچھ آگیا ہو۔
 قیدی بے اختیار ہنس پڑا۔
 ہاں۔۔۔ بس ایسا ہی ہے۔ کیا نام ہے قہار!۔۔۔ اس نے
 جنتے ہوئے کہا۔

عزان۔۔۔ عزان نے مختصر سا نام بتاتے ہوئے کہا۔
 میرا نام جیکال ہے۔۔۔ قیدی نے اپنا تعلق کرتے ہوئے کہا۔
 جیکال۔۔۔ یہ کیا نام ہوگا۔۔۔ عزان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 میں قہار سے ملک کا رہنے والا نہیں ہوں۔۔۔ ہمارے ملک میں ایسے ہی
 نام ہوتے ہیں۔۔۔ قیدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا اچھا۔۔۔ چہرہ تو اچھا نام بڑا۔۔۔ مگر کی تمہیں اپنے ملک میں کوئی انسپکٹر
 نہیں ملا تھا؟۔۔۔ عزان نے کہا۔
 اسے یہ بات نہیں۔۔۔ تم بڑے مہتمم شخص ہو۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ
 سکو گے۔ مگر تمہارا جسم بے حد خوبصورت ہے۔۔۔ خوب مضبوط اور طاقتور۔۔۔ قیدی
 اس غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں۔۔۔ وہ ڈونڈے والا دیوان بھی ایسا ہی کہہ رہا تھا۔۔۔ مجھے ماڈی بلنگ
 کا شوق رہا ہے مگر۔۔۔ عزان نے جھینپ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔
 میں سمجھ گیا۔۔۔ غربت نے قہار کو شوق پینے نہیں دیا مگر نکرہ نکرہ میں قہار
 ایسا شخص بناد گیا کہ اچھے اچھے قہار سے مقابل آتے ہوئے کمزور نہیں گئے۔ جیکال

سے دوڑتی چلی آ رہی تھی۔ وہی لگتا تھا جیسے کچھل کر کار کا ڈرائیور بھی اس فوجوان کی طرح پاگل ہو گیا ہے۔

فوجوان لمحہ بھر کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ ایک سوئی مڑا۔ اس نے اپنی قوت سے بریک لگائے اور کار چند قدم گھسکتی چلی گئی۔ فوجوان نے بڑی سہولت سے دوڑانہ کھول کر نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کے ہاتھ میں موٹر آئیل کا ایک ڈبہ تھا جس نے اپنی سیٹ کے قریب سے اسٹاپا تھا۔ وہ کار سے نیچے اتر کر کچھل کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا موٹر کے قریب آیا اور پھر اس نے ڈبہ کو ڈھکان کھول کر تیزی سے سوئی آئیل سرنگ پر پھینکا دیا۔ ڈبہ خالی ہوتے ہی اس نے ایک طرف اچھالتا اور پھر سہانگتا ہو کر واپس اپنی کار کی طرف دوڑا۔ ابھی وہ کار کے قریب پہنچا تھا کہ پچھلے کار موٹر پر غرور مار ہوئی۔ اور پھر جیسے ہی کچھل کار کے ہائرموٹل آئیل دے جسے پر سینچے۔ چوٹی کی طرح گھومتے پھرتے گئے اور دوسرے سٹے کو کسی لٹو کی طرح گھومتی ہوئی ہزاروں فٹ نیچے گہری کھائیوں میں گرتی چلی گئی۔

فوجوان کے لبوں پر زبردستی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے سرنگ کے کنارے کی طرف بڑھا اور پھر جھک کر نیچے دیکھنے لگا۔ کار ابھی تک تلہ ازیان کھاتی ہوئی نیچے گرتی چلی جا رہی تھی۔ پھر ایک زبردست دھماکے کے ساتھ وہ ایک خالی جگہ پر گری اور اس میں سے شعلے ابل ابلے۔ اور پھر دیر نیچے ایک دھماکا ہوا اور کار سیدھ لڑکھڑول کی صورت میں بکھر گئی۔

فوجوان نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور پھر واپس اپنی کار کی طرف بڑھا گیا۔ کار میں بیٹھ کر اس نے انجین سٹارٹ کیا اور کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کی زندگی آہستہ تھی۔ اس نے ڈرائیو جھڑ پر موجود ایک ٹرن دیا۔ اور پھر ٹرن دبتے

ہی ڈرائیو جھڑ پر لگے ہوا ایک ڈائل روشن ہو گیا۔
"ہیلو ہیلو۔ جیرالڈ سپیکنگ اور۔" فوجوان نے ڈائل روشن ہوتے ہی کہا۔

"ہیلو۔ ورنر سپیکنگ اور۔" دوسری طرف سے ایک بھارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں پومٹ ہمبر پر آ رہا ہوں۔ میرے تعاقب میں ایک کار تھی جیسے میں نے کھائیوں میں جھٹک دیا ہے اور۔" جیرالڈ نے مطمئن لہجے میں کہا۔
"تو اس تعاقب کا اس میں کب جڑا تھا جیرالڈ۔ اور۔" ورنر نے چرکتے ہوئے کہا۔

"میں دارا گھومتے سے اُسے اپنے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ کار میں ایک ہی آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی سرخیں تھیں اور ہماری جڑی دار جی سیٹا۔ رنگ کا چمڑا لگتے ہوئے تھا۔ کار واکس دیگن تھی۔ نیا ماڈل۔ اس کا نمبر اچھس۔ ایل پانچ سو ساٹھ تھا اور۔" جیرالڈ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"جھیک ہے۔ میں چیک کر لیتا ہوں۔" تم پرائسٹ پر آ جاؤ اور۔" ورنر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اور اینڈ آف۔" جیرالڈ نے جواب دیا اور ٹرن ایک بار پھر دبا دیا۔ روشن ڈائل تک دیکھ کر گریا۔

اب فوجوان چوری توجہ سے کار چلا رہا تھا۔ پہاڑی سرنگ ابھی تک چکر کاٹتی ہوئی اور چلی جا رہی تھی اور یہ شاید اتفاق تھا کہ ابھی تک پہاڑی کی طرف سے کسی بھی گاڑی نے اسے کراس نہیں کیا تھا۔ چرن فوجوان نے جیسے ہی ایک بوڑھا گاڑی اس سے کراس کیا سائیڈ پر کھڑکی کی اور کار کا خانہ کھول کر اس میں سے ایک

ہچسا ساجس نکلا جس کے دونوں سروں پر دو سرخ رنگ کی ٹاپیں موجود تھیں جن کے سروں پر بڑے گول سڑنگے موجود تھے۔

نوجوان نے کار سے نیچے اتر کر ادھر ادھر دیکھا اور حیرت منظر ہو کر وہ پہاڑ کی ایک چٹان کی طرف بڑھ گیا، اس نے ہچسا ساجس چٹان پر رکھا اور اس کے دونوں تاروں کے سڑنگے کو پھرتے چلا دیا، پھراں نے جس کے اوپر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹپن کو دبا دیا، کبھی یہ موجود سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے بجھنے لگا، چند لمحوں بعد اس کے قریب موجود سبز رنگ کا بلب بھی اٹھا اور نوجوان نے ٹپن آف کر کے تاروں کے سڑنگے اٹھا دیئے، اور جس اٹھا کر باقی میں پکڑ لیا، اور تیزی سے واپس کار کی طرف موڑ گیا۔

ڈائریکٹ میٹ پر بیٹھ کر نوجوان نے جس کے دوبارہ ٹپن میں ڈالا اور چٹان کی طرف دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد ایک جلیسی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہی چٹان یوں ادا رہتی چلی گئی جیسے کسی صندوق کا ڈھکن اٹھایا جاتا ہے۔ اندر ایک چوڑا سا دستہ موجود تھا۔ نوجوان نے کار ایک جھکے سے آگے بڑھا دی اور پھر اس کی کار اسی راستے میں داخل ہوتی چلی گئی۔

کار کے گزرنے کے بعد چٹان ایک بار پھر جلیسی گڑگڑاہٹ سے بند ہو گئی اب اُسے دیکھ کر کوئی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ یہاں کوئی راستہ موجود ہے جیسے ہی چٹان نے راستہ بند کیا۔ اندر کا راستہ تیز رفتاری سے منور ہو گیا اور کار آگے بڑھنے لگا۔

تقریباً ایک فرنگ آگے جا کر اسی نے کار دکی اور پھر نیچے اتر آیا، آگے ایک بار پھر چٹان نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ نوجوان نے چٹان کے ایک کونے پر اپنا

ہچسا رکھ کر زور سے دبا دیا اور چٹان الدی کے پٹ کی طرح کھٹکتی چلی گئی۔ اندر ایک کالی پٹا بال تھا جس میں چاروں طرف چھوٹی بڑی مشینیں لگی ہوئی تھیں اور سرخ رنگ کے چست لباس میں تقریباً دس افراد ان مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے کام میں مصروف تھے۔ بال کے ایک کونے میں شیشے کا ایک کیبن بنا ہوا تھا، اس میں ایک نوجوان میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ جبر الڈ تیز تر قدم اٹھا کیابن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”آؤ جبر الڈ“ کیابن میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جبر الڈ میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

میں نے تیار تیار کر کے والے کی تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ وہ کار کسی ڈاکٹر جرنیلانڈ کے نام پر رجسٹر کرائی گئی تھی اور ڈاکٹر جرنیلانڈ دو روز قبل کسی بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے ملک سے باہر چلا گیا ہے۔ کار اس کی کوشش سے چھپا کی گئی ہے، ڈاکٹر کی بیوی نے کار چوری ہونے کی رپورٹ بھی کر دی ہے۔“ نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔“ منصف قریہ معلوم کرنا تھا کہ میرا قاتل کون کر رہا تھا۔“ جبر الڈ نے بڑا سادہ جانتے ہوئے کہا۔

”اس کے متعلق بھی جلد معلوم ہو جائے گا۔“ میں نے سیکشن کو ارٹ کر دیا ہے۔“ دز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اور پھر چند لمحوں بعد ایک نوجوان کیابن میں داخل ہوا اور اس نے ایک کانڈ دز کے سامنے رکھ دیا۔

”نوجبر الڈ! یہ رپورٹ آگئی۔“ مرنے والا مقامی غنڈہ تھا۔ اس کا تعلق کیفے ہاؤس سے تھا۔ آج صبح اُسے ایک فون کال ملی اور وہ کال ملتے

جی کیف سے ہلایا اور اس کے بعد اس کی لاش ہی سامنے آئی ہے۔
 درز نے دہورت پڑھتے ہوئے کہا۔

”یہ تو ٹھیک ہے۔“ مچو میں سوچ رہا ہوں کہ آخر وہ میرا تعاقب کیوں
 کر رہا تھا۔ اس کی فداوات کس نے حاصل کی تھیں؟“ جیرالڈ
 نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”تم حکومت کرو۔“ پس خود ہی سب کچھ سنبھال لے گا۔ درز
 نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ وہ کام کیا ہے جس کے لئے مجھے کال کیا گیا ہے۔“
 جیرالڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں ابھی خود تم سے بات کرے گا۔ اسی کے کہنے پر تمہیں کال کی گئی
 گیا ہے۔“ درز نے کہا اور جیرالڈ نے سکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں
 وہ سوچ رہا تھا کہ کوئی اہم جی کام ہو گا۔ سمجھی کہ اس نے اسے براہ راست
 طلب کیا ہے۔ درز عام احکامات تو درز کی معرفت ہی مل جاتے ہیں۔

دوسرے لمحے کہیں میں ایک تیز سینیٹی گریج اٹھی اور جیرالڈ نے چونک کر تنگی
 کھولی دیں۔ وہ کرسی پر سیدھا جوکر بیٹھ گیا۔

درز نے میز کے کنارے پر گنا ہوا ایک مین دبا دیا اور پھر کمرے میں باس کی
 آواز گونجنے لگی۔

”بیلو جیرالڈ۔“ باس چلی گئی۔
 ”ہی باس۔“ میں موجود ہوں۔“ جیرالڈ نے بیچہ کو مودبانہ بناتے

ہوئے کہا۔
 ”جیرالڈ! ایک اہم کام تم نے کرنا ہے۔“ منزل جیل کی کوٹھڑی بھر

میں ایک قیدی جیکال موجود ہے۔ آج رات تم نے جیکال کو جیل سے اغوا
 کر کے لاسٹ فوروڈ سپرہنچا ہے۔ تفصیلات تمہیں درز سے مل جائیں گی۔
 باس نے ٹھکانا لیجے میں کہا۔

”اور کے پس۔“ جیرالڈ نے جواب دیا۔
 ”او۔ کے۔“ کام اتنا ہی احتیاط سے ہونا چاہیے۔“ باس نے جواب
 دیا اور اس کے ساتھ ہی آواز کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ درز نے میز کے کنارے

پر گنا ہوا مین آف کر دیا تھا۔
 ”کیا تفصیلات ہیں جی؟“ جیرالڈ نے درز سے مخاطب ہو کر کہا

اور درز نے میز کی دہانے سے ایک ناکل کمال کر اس کی طرف بڑھا دی۔
 ”اس میں جیل کا نقشہ اور حفاظتی انتظامات کی تمام تفصیلات موجود ہیں۔“

قیدی کا نام جیکال ہے اور اسے اطلاع دے دی گئی ہے۔ دو تم سے ہر ملکن
 تعاون کرے گا۔ اس کا فوٹو بھی ناکل میں موجود ہے۔“ درز نے

ناکل بڑھاتے ہوئے کہا۔
 ”ہوں۔“ جیرالڈ نے کہا اور ناکل کھول کر دیکھنے لگا۔ وہ بڑے غور سے

ایک ایک تفصیل پڑھ رہا تھا۔ کانی پر بعد اس نے ایک طویل سانس لیئے ہوئے
 ناکل بند کر دی۔

”کیا یہ جیکال جیسا مسمیٰ ہے۔“ جیرالڈ نے درز سے سوال کیا۔
 ”میں تو نہیں جانتا۔“ ہر سکاتے کہ ہماری تنظیم کے کسی خفیہ سیکشن

میں کام کرتا ہو۔“ درز نے جواب دیا۔
 ”ہوں۔“ جیرالڈ نے کہا اور پھر کچھ سوچنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے

درز سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا اس کو ٹھٹھی میں جیکال اکیلا ہو گیا؟“۔

”جنا تو کیا ہی چاہتے۔ مگر تھوڑا!۔ میں اس سلسلے میں دوپہر کے
 لیتا ہوں۔“ دوسرے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور چھوڑی میں کھڑکے کنارے
 پر موجود بے شمار پتھروں میں سے ایک چن لیا۔

دوسرے لمحے ایک شہین کے سامنے بیٹھا ہوا نوجوان چوک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی
پسپرز تیز قدم اٹھاتا تبین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کہیں میں داخل ہو کر وہ تود بانہ
لفاز میں کھڑا ہو گیا۔

منشوری جیل سے تیار ترین رپورٹ حاصل کر دو۔۔۔ وزیر نے سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”او۔ کے کہیں“۔ فخر جان نے سر ملاتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا اس کے جانے کے بعد، دروازہ کھلا اور اس نے المار کے آگے ایک بوتل اور دو گلاس اٹھا کر میز پر رکھ دیئے۔

جب تک پڑھتا رہتا ہے۔ کیوں نہ شغل ہی کیا جائے؟ — دز نے مسکراتے ہوئے کہا اور جواب میں ہیرالڈ نے سر ہلادیا۔ پھر وہ دونوں ٹریپ کی چکیاں لینے میں مصروف ہو گئے۔

کوس منٹ بعد وہی نوجوان واپس کہیں میں داخل ہوا۔ اور اس نے ایک کاغذ وزر کی طرف بڑھا دیا۔

در نہ مرنے کا غم لیکر سر مل دیا اور نور جو ان والیس چلا گیا۔

عجیب خبر ہے۔ — دہ نر نے سر عاتقے جوئے کہا۔

”کیا ہوا؟“۔ حیرانہ لڑنے چوٹک کر پڑھا۔

”رپورٹ کے مطابق آج دوپہر کو ایک اور نوجوان قیدی کو دس کوٹھڑی میں۔

رکھا گیا ہے۔ درز نے جواب دیا۔

اور — مگر وہ تیری کون سی ہے — اس کی تفصیلات —؟
جبرائیل کے چہرے پر تشویش کی پرچھائیاں رہ گئیں۔

کرتی فوجوں ہے اور پہلے بارئیل میں آگ ہے۔۔۔ جیلر نے اُسے کمرٹھی
فوجیوں میں رکھنے کے احکامات دیتے ہیں۔۔۔ درنہ نے ہارٹ پر منتفخ
دوڑاتے ہوئے کہا۔

کہیں یہ کوئی سادہ شس تو نہیں؟ — حیر الدین نے جونٹ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات تھے۔

نہیں!۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ وہ عام قیدی ہے اور باقاعدہ گرفتار ہو کر آیا ہے۔ عدالت نے اسے سزا دی تھی۔ جیل والوں کو سنو کہ اس سے روایتی ہی تھا۔ دوسرے جواب دا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر تھیک ہے۔ اگر کوئی سازش ہو تو پھر یقیناً جیل حکام اس سے بغیر رہائی سلوک کرتے۔“ جیہڑا نے طعن جو کر کہا۔

”جھوٹ کوئی مشکل بات نہیں۔ وہ کوئی عام قیدی درگاہ میں اسے وہیں ختم کر دیں گے۔ سپاہیوں کو سلوک بھی دیا جیسا کہ وہاں جیسا تھا۔“ وہ مرنے پر جواب دیا۔

کر دوں گا۔ وہ ہمارے لیے الجھن کا باعث نہیں بنے گا۔ جیرواٹ نے جواب دیا اور ہنسنے لگا۔

اور کے۔ تبادلی کار کا رنگ تبدیل ہو چکا ہے اور ہر رنگ بھی ایک صاف ہے۔ مطلق ہر رنگ جاذب۔ درز نے کھڑے ہو کر اس سے ہاتھ لایا جو نے کہا۔ اور جبرائیل مسکراتا ہوا کہیں سے باہر نکلتا چلا گیا۔



بلیک زیو وری پریشانی کے عالم میں ٹھہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر الجھنوں کے جالی پھیلے ہوئے تھے۔ وہ بار بار دانتوں سے جھنکا کٹا، اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فیڈیون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ بلیک زیو نے بک کر دیکھ کر اسٹایا۔

”ہیں۔“ بلیک زیو نے اپنے بچے کو پرسیوں بتاتے ہوئے الجھنوں کی آواز میں کہا۔

”ہاں!۔“ عمران کہیں پتہ نہیں چل رہا۔ ہم نے پورے شہر کے ہوائی اور کیفے چھان مارے ہیں۔ دوسری طرف سے صدر کی آواز سنائی دی۔ اسے برقیہ پر ڈھونڈنا ہے۔ اس کی تلاش باہر ہو گئی۔ جیک زیو نے سخت الجھے میں کہا اور دسویں کریڈل پر کھدیا۔

آج صبح سے عمران کی تلاش ہی۔ مگر عمران تھا کہ گدھے کے سر سے سیلنگ کی طرح غائب ہو گیا تھا۔ سر سلطان نے آج صبح ہی اطلاع دی تھی کہ ایک اہم راز لے کر ایک عزمی آ رہا تھا کہ جہاز کی اوڑے پر ہی اسے قتل کر دیا گیا اور

وہ راز غائب ہو چکا ہے۔ ایک آدمی کو شبے میں گزرا گیا گیا ہے مگر اس کی میر پر تلاش کے باوجود وہ کاغذات اس سے نہیں ملے۔ کاغذات انتہائی اہم ہیں اور ان کا حصول انتہائی مفید ہے۔ بلیک زیو نے اپنے طور پر کام کیا مگر کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

اب شام ہونے والی تھی اور سر سلطان چار بار اسے جھاڑ پلا چکے تھے۔ آخر بلیک زیو نے سوچا کہ عمران سے بات کی جاسے مگر عمران صبح سے غائب تھا۔ پتا چڑا اس نے پوری نیم کو عمران کی تلاش پر مامور کر دیا مگر اب تک عمران نہیں مل سکا۔ اور بلیک زیو اس نے پرائیوٹ تھا کہ سر سلطان کا موٹو پلٹا جا رہا تھا۔ اب گھنٹہ پچھلے جب انہوں نے فون کیا تو انہوں نے بلیک زیو کو کافی سخت سخت کہا اور برقیہ پر عمران کی تلاش کا حکم دیا تھا۔ مگر نہ ہی عمران مل رہا تھا اور نہ ہی ان کاغذات کے متعلق کوئی کھیلو مل رہا تھا۔ لے دے کے ایک شکوک قیدی تھا جو سنٹرل جیل میں بند تھا۔

بلیک زیو اب بھی سوچ رہا تھا کہ کس قیدی کو جیل سے نکلوا کر دانش منزل لے آئے اور خود اس سے پوچھ گچھ کرے۔ شاید کوئی کھیلو مل جائے۔ مگر وہ جانتا تھا کہ یہ اتنا سادہ معاملہ نہیں ہوگا۔ قیدی کے پاس اگر کاغذات ہوتے تو اب تک مل چکے ہوتے۔ ایسے معاملوں میں عمران کی ذہانت ہی کام دکھاتی تھی۔ مگر عمران غائب تھا۔ اور عین اسی لمحے اس کی کھاتی پر فزین گھنٹی شروع ہو گئی۔ اس نے چونک کر دسی گھڑی کی طرف دیکھا۔ ڈائل پر لپکا رہا کا ہندسہ چک رہا تھا۔ بلیک زیو کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑا نہیں۔ کیونکہ یہ فریکوئنسی عمران کے لئے مخصوص تھی۔ اس نے بڑے جوش انداز میں فون میں کو مخصوص انداز میں گھمایا اور گھڑی کو کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز آرہی تھی مگر وہ کس

”ہم میرے کوڑا سیر کال کر کے اطلاع دے دو کہ عمران کی تلاش بند کر دیں۔ اور رات کو سنٹری جیل کی خفیہ نگراں کی جائے۔ آج رات کو ایک یا دو قیدیوں کو جیل سے نکلنے کی کوشش کی جائے گی۔ انہوں نے صرف ان کا قاتل اور نگراں کرنی ہے۔ کسی بات میں دغا کوئی دغاوت نہ کی جائے۔ صرف نگراں ہونی چاہئے مگر انتہائی محتاط طریقے سے۔ جرموں کو شک نہیں پڑنا چاہئے اس پریکٹس کی بجائے تم نے خود کرنی ہے اور مجھے بابتاء رپورٹ دینی ہے۔“

بیک زیرو نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر اس۔“ جولیا نے جواب دیا۔

”ارکے۔“ بیک زیرو نے کہا اور زیرو رکھ دیا۔ اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اٹھی۔ بیک زیرو نے دیکھ کر حیران رہ گیا۔

”سلطان سپیکنگ۔“ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی مگر اس بار لہجہ نرم تھا۔

”بیک زیرو بول رہا ہوں جناب۔“ بیک زیرو نے کہا۔

”ظاہراً۔“ عمران کا پتہ چلا۔ سر سلطان نے پوچھا۔

”جی ہاں جناب۔“ وہ پہلے ہی ان کا نفاذ کا راہ پر چل نکلا ہے۔

اس وقت وہ سنٹری جیل کی کوٹھڑی نمبر پچیس میں ایک قیدی کے روپ میں موجود ہے اور اسی کوٹھڑی میں وہی قیدی موجود ہے جس پر قتل کا شہر ہے۔

بیک زیرو نے فخر سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ میں بھی تمہیں یہی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ عمران نے جیل جانے سے قبل تمام سکیم مجھے بتا دی تھی اور میری ہی ہدایت پر اُسے کوٹھڑی نمبر پچیس میں بند کیا گیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لیے فون کیا ہے کہ عمران

سے مخاطب نہیں تھا بلکہ کسی اور سے مخاطب تھا۔

”ہم۔“ مگر تم باہر جاؤ۔“ عمران کی آواز سنائی دی۔

”ابے نخرے کرنا ہے۔“ جلدی آکر پھڑپھڑا۔“ نہیں تو ایک ہی ڈنڈے سے جیسے کھال دوڑ گیا۔“ ایک اور آواز سنائی دی۔

بیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کسی پرتشش میں چھپنا چاہتا ہے۔ اور اس نے رابطہ صرف اس لیے طایا تھا کہ بیک زیرو پرتشش سمجھ جائے۔ چنانچہ بیک زیرو نے فائنل میں چھپاؤ دونوں کی بات چیت سننا سنا رہا۔ بات چیت سے اُسے معلوم ہو گیا کہ عمران اس وقت قیدی کے روپ میں جیل پہنچ چکا ہے اور پھر یہ بھی کہ اُسے کوٹھڑی نمبر پچیس میں رکھی گیا ہے۔ اور پھر کوٹھڑی میں پہلے سے موجود ایک قیدی سے عمران کی بات چیت شروع ہو گئی۔ اور بیک زیرو فائنل سے یہ گفتگو سننا سنا رہا۔ بڑی طویل گفتگو تھی۔ اور جب یہ گفتگو ختم ہوئی تو بیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے رابطہ ختم کر دیا۔

بیک زیرو ساری پرتشش سمجھ گیا تھا۔ عمران خود ہی اس قیدی کی ماہ پر چل پڑا تھا۔ اور اس قیدی نے رات بسر کرنے اور جیل سے نکلنے کا اشارہ کیا تھا وہ عمران کو کبھی اپنے ہمراہ لے جایا جاتا تھا اور عمران نے چوک اس بات کی تردید نہیں کی تھی اس لئے بیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کی مرضی بھی اسی میں شامل ہے۔

بیک زیرو نے بڑی چھرتی سے ٹیلیفون کا ریسور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہی جولیا سپیکنگ۔“ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”دیکھو۔“ بیک زیرو نے غصوں سے لہجے میں کہا۔

”ہی بس۔“ جولیا کا لہجہ بے حد مودبانہ ہو گیا۔

کے ساتھ لٹائی ہوئی تھی۔

چند لمحوں بعد جیکال چونک کر سیدھا بھر گیا۔ عمران گونبٹا ہر ویسے ہی اڑکھ رہا تھا مگر اس کے کان اس آواز کی طرف گئے جہاں سے جو آہستہ آہستہ اس کی کوشٹری کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ یہ کسی آدمی کے قدموں کی دھم سی چاپ تھی۔ کوئی شخص راستہ باقی محتاط انداز میں کوشٹری کی طرف آ رہا تھا۔

پھر عمران کی نیم داغ لٹھول نے سارا منظر دیکھ لیا۔ ایک سایہ دسے قدموں اس دربان کی طرف بڑھا جو پنج پر بیٹھا اڑکھ رہا تھا۔ دوسرے لمحے سایہ اس دربان پر چھب پڑا۔ دربان کے منہ سے جکی سی جھنجھنی مہنی آواز سی نکلی اور پھر اس کا جسم ٹوٹ پڑا۔ اساتے نے بڑی آہستگی سے اسے پنج کی پشت سے لٹکادیا اور پھر دسے قدموں کوشٹری کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں ریلو اور چمک رہا تھا۔ ریلو اور پر سائنس لگا ہوا تھا۔

یہ ایک ٹوٹی علامت آدمی تھا اور اس نے نہ صرف چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب چڑھایا ہوا تھا بلکہ اس کے پورے جسم پر سیاہ رنگ کا پست لباس موجود تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھا کر کوشٹری کی طرف بڑھا۔

اسے دیکھ کر جیکال تیزی سے اٹھا اور پھر دوڑنے کے لیے طرف بڑھا۔ آنے والے نے اشارے سے جیکال کو ایک طرف ہٹنے کے لئے کہا اور پھر عمران کی طرف ریلو لے کر شکر کیا۔

”نہیں۔۔۔ یہی ہے ساتھ جائے گا۔“ جیکال کی تیز سرگوشی ابھری۔
”نہیں۔۔۔ ہم یہ رسک نہیں لے سکتے۔“ سایہ کی زہری سرگوشی ابھری۔
مگر جیکال اس دوران عمران کے سامنے آچکا تھا۔

”جریم کو برباد ہوں وہ کرو۔۔۔ ورنہ میں سوڑے سے ٹکڑے بھی کھا سکتا ہوں۔“

نے خاص طور پر کہا تھا کہ اس کے کام میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔
سر سلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب!۔۔۔ میں عمران صاحب کا مقصد سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں ہم مداخلت نہیں کریں گے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے شکریہ!۔۔۔“ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے بھی ریسور کرڈیل پر ڈال دیا اور اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس کے سر سے ایک بوجھ اتر گیا تھا۔ اب تو اسے یقین تھا کہ عمران خود یہ راز اٹھوانے کا۔



دراستے آدمی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ عمران اور جیکال دونوں کوشٹری کی د سے پشت لگاتے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے انداز میں تو وہی اڑکھ لاپرواہی تھی۔ وہ یوں بیٹھا اڑکھ رہا تھا جیسے اس نے ایون کا ڈبل ڈونبے، ہوا، البتہ جیکال کے انداز میں بے چینی صاف نمایاں تھی۔ جوں جوں وقت گز جاتا تھا، اس کی آنکھوں کی چمک بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ کوشٹری کے سامنے پہ ویٹنے والا دربان بھی پنج پر بیٹھا اڑکھ رہا تھا۔ اس نے اپنی رائفل پنج کے

جیکال کے لیے میں سانپ کی سی ہینکا رہی۔

”کیا یہ راضی ہے؟“ سائے نے دے لیے میں پوچھا۔ اس کے لیے سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کیا ہے۔
”ہاں!۔۔۔“ بلندی کرو۔۔۔ وقت ضائع مت کرو۔“ جیکال نے کہا اور اس نے بڑی چہرتی سے ہاتھ میں چڑی ہوئی پالی تے میں ڈال کر گھما دی۔ پالی شاہ وہ دریاں کی جیب سے نکال چکا تھا۔

”عمران چلو اٹھو۔ مگر خاموشی سے“۔۔۔ جیکال نے عمران کو آہستہ بلاتے ہوئے رہے لیے میں کہا۔

”گگ۔ کہاں؟“ عمران نے مڑتا رہے ہوئے کہا۔ مگر جیکال نے تیز سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

”خبردار!۔۔۔ کوئی آواز نہ کیجئے ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا۔“ جیکال نے آہستہ سے بولے میں کہا۔

”ادھ ڈھیر۔۔۔ کسی کا ڈھیر۔۔۔ دوپل کا۔۔۔ م۔۔۔ مگر۔۔۔“ عمران نے بولتے ہوئے کہا جانا۔

”خاموش رہو۔“ جیکال نے پیٹے سے زیادہ مردوبے میں کہا اور عمران سہم خاموش ہو گیا۔

اس دریاں آئے والا سیاہ دروازہ کھول چکا تھا۔ پھر جیکال نے عمران کا بازو اور اُسے آگے بٹھاتا گھسیٹا ہوا کوٹھڑی سے باہر لے آیا۔ وہ دے قدموں سائے کی رہنمائی میں جبل کی شمالی دیوار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سہیل پر شکل سنا چھایا ہوا تھا۔ صرف پہرے داروں کے قدموں کی آوازیں سن دے رہی تھیں مگر اس طرف کوئی پہرہ دار نہ تھا۔

جبل کی دیوار میں ایک کافی بڑا سوراخ موجود تھا جس کی دوسری طرف سیاہ رنگ کا پردہ لگا دیا گیا تھا تاکہ دور سے معلوم نہ ہو سکے اور پھر سائے کی رہنمائی میں وہ سوراخ سے باہر نکلے چلے گئے۔ دیوار کے ساتھ ساتھ وہ تیزی سے زمین پر سینے کے بل رینگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں کافی بڑی جھاڑیاں تھیں اس لیے انہیں چھینے میں آسانی رہی۔

کافی دور جانے کے بعد وہ ایک سڑک پر پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ سڑک پر پہنچے۔ ایک درخت کی آڑ سے ایک سیاہ سایہ باہر نکلا۔

”اور۔۔۔“ انہیں آواز کرنے والے سائے نے دے لیے میں پوچھا۔
”آل اور۔۔۔“ آنے والے نے جواب دیا۔

اور پھر وہ سب تیزی سے سڑک کو اس کر کے دوسری طرف موجود کافی کی دریاں گھیریں گھسے چلے گئے۔ مختلف گھیروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک اور سڑک پر پہنچ گئے۔ اور پھر طرہی دو سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار کے قریب پہنچ گئے۔

کار میں ڈرائیور موجود تھا اور کار کا انجن شارٹ تھا مگر اس کا ساٹنسر اٹنا نفیس تھا کہ انجن کی ہلکی سی آواز بھی نہ اُبھر رہی تھی۔ لیکن کی رہنا کی کرنے والے سائے نے چہرتی سے کار کا ہچکا دوڑا نہ کھولا اور پھر عمران اور جیکال کو اس میں گھسے چلے گئے۔ نقاب پرکش چہرتی سے اگل میٹ پر بیٹھ گیا اور باہر کھڑے ساتھی سے کہا کہ وہ ہینکا کو آواز دے دے۔ اور اس کے ساتھ ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

نقاب پرکش نے کار میں بیٹھے ہی نقاب اتار لیا تھا۔ اور پھر اس نے میٹ پر سے ایک بڈل اٹھا کر پیچھے بیٹھے جیکال کی طرف بڑھتا رہے ہوئے کہا۔

”اس میں کھل ہے۔۔۔“ دریاں اور ڈھل۔۔۔ تاکہ جبل کی دوسری چھپ جائے۔“

جیکال نے جھوٹی سے مکمل کھول کر اپنے اور عمران کے گروپٹ لیا۔ کراہتا ہوا
تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔
عمران نے بیک سر پر اپنی ہنسی بھری نظر ڈالی مگر اسے کوئی گاڑی تعاقب میں
نظر نہ آئی۔ عمران نے انکھیں بند کیں اور کار کی پشت سے ٹیک لگا کر دوبارہ اونٹ
لگا۔ کار خاموشی تیز رفتاری سے برسی چلی جا رہی تھی اور کار میں مکمل خاموشی
طاری تھی۔

”مستہ ساتھ لے آئے کی کیا ضرورت تھی؟“ ہواچانگ آگے بیٹھے ہوا
شخص نے جرمن زبان میں جیکال سے مخاطب ہو کر کہا۔
”تم اس بات کی فکر مت کرو۔ اس کی ضرورت میں سمجھتا ہوں۔“ جیکال
نے بھی جرمن زبان میں جواب دیا۔

عمران بدستور اونٹ لگا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔
”مگر میں اسے پرائنٹ پر نہیں لے جا سکتا۔“ جب تک پاس کو حکم
نہ ہو۔ آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

”تم جانو اور تمہارا پاس۔“ بہر حال جہاں میں گاؤں گے یہ بھی ساتھ ہی جائے گا۔
”دیکھو تم نے نہ مکر ہو۔ یہ بالکل بے فائدہ آدمی ہے۔“ جیکال نے
سر جھنجھ میں جواب دیا۔

چند لمحوں تک کار میں خاموشی طاری رہی۔ پھر آگے بیٹھے ہوئے شخص نے
ڈرائیور کو ایک ٹیڈی ڈبیا اور جرمن زبان میں کہنے لگا۔
”بیلو بیلو۔“ جیرالڈ سپیکنگ پاس اورد۔

”یس پاس سپیکنگ اورد۔“ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہو
آواز سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ کوئی شخص دالٹہ آواز بدل کر بول رہا۔

”ہاں۔“ مشن کو مایہ دہا ہے۔ کوئی مشکل پیش نہیں آئی مگر جیکال اپنے
ساتھ ایک قیدی کرسمس لے آیا ہے اور بھند ہے کہ وہ اسے جہی پرائنٹ پر چھو لے
پہننے گا اور۔۔۔“ جیرالڈ نے کہا۔

”اور۔“ مگر وہ کون ہے۔“ ایسا نام کس ہے اور۔۔۔“ پاس کا لہجہ
غضبلا تھا۔

”میں نے یہی بات جیکال سے کہی ہے۔“ مگر وہ کہتا ہے کہ اگر میں کی بات
نہ لاتی گئی تو سوچنا نہیں چوگا۔ اور۔۔۔“ جیرالڈ نے جواب دیا۔

”جیکال سے بات کراؤ۔ اور۔۔۔“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پاس کی
آواز سنائی دی۔

”یس جیکال سپیکنگ اورد۔“ جیکال نے منہ آگے کرتے ہوئے کہا۔
”مستر جیکال!۔“ ہم کسی ایسی کو پرائنٹ پر لے جانے کا رسک نہیں لے
سکتے اور۔۔۔“ پاس کے پیچھے میں غصی۔

”یہاں بھی تو ایسی جہاں۔“ پھر مجھے کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ بہر حال یہ
میرا فیصلہ ہے کہ ایسی میرے ساتھ جانے لگا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ ہر سکتا
ہے کہ اس کی موجودگی کہہ سکیے فائدہ مند ثابت ہو۔ اور۔۔۔“ جیکال نے
فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

”مگر یہ کون اور۔۔۔“ پاس کا لہجہ اچھا ہوا تھا۔
”یہ وہیں پرائنٹ پر تیار ہوں گا۔ اور۔۔۔“ جیکال نے مختصر سا جواب دیا۔
”اور کسے۔“ اگر تمہاری تسلی ہے تو ٹھیک ہے۔“ جیرالڈ! اس ایسی

رسمی جھوٹے آواز۔ اور۔۔۔“ پاس نے کہا۔
”بہتر کس اور۔۔۔“ جیرالڈ نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور جبرائیل نے ہاتھ بڑھا کر چلنا آت کر دیا۔

کھراب دارانکرت کے جنوبی حصے میں موجود پہاڑی سلسلے میں دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ یہ سڑک گوبے حد تک تھی مگر ڈرائیو ایسے اطمینان سے کار چلا رہا تھا جیسے وہ اس سڑک پر ڈرائیو کر رہا ہو۔ عماران نے ایک بار پھر ایک سرسبز نظر ڈالی مگر دور تک سڑک خالی تھی۔

کافی چرچائی چڑھنے کے بعد آخر ایک موڑ ملتا ہے جی ڈرائیور نے گاڑی روک لی اور جبرائیل نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چمٹا سا کبس نکالا اور چٹان کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ واپس آگیا اور پھر جیسے ہی وہ کار میں بیٹھا، ایک چٹان کسی شہر وادی کے ٹھکان کی طرح اٹھتی چلی گئی اور پھر ڈرائیور نے کار موڑ کر اس چٹان کے اٹھنے سے بننے والے راستے کی طرف بڑھا دی۔



سیکریٹ معروضی کے مہربان مشنل جیل کے گرد چیلنے ہوئے تھے۔ وہ سب سیاہ لباسوں میں ملبوس تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں آٹمی گنیں تھیں۔ جبرائیل انہیں کنٹرول کر رہی تھی اور اس نے سب کو مخصوص ہدایت دیکر مخصوص زونوں پر چھپا دیا تھا۔ اب مشنل جیل سے نکلنے والا کوئی پرنہ بھی ان کی نظروں سے نہیں چھپ

سکتا تھا۔

جبرائیل نے جیل سے نکلنے والوں کی نگرانی کے لئے مخصوص انتظامات کئے تھے اور خود جبرائیل جیل کے شمالی حصے کی طرف ایک درخت کے اوپر چڑھ کر جاتی تھی۔ اس نے ہاتھوں سے ہاتھ پیل کو پکڑ لیا جی جی تھی۔ اس مخصوص دور میں سے رات کو بھی اتنے اچھے طریقے سے دیکھا جاسکتا تھا جیسے دن میں — ویسے میں وہ آہنی اونچائی پر تھی کہ دور دور تک اس کی نظروں کو کم کر رہی تھیں۔ پھر نزدیک کالونی کے بین روڈ پر آئے ایک کار کو سخت نظر آئی۔ کار کی جیڈ لائٹس بند تھیں۔

کار کے رکنے ہی اس میں سے دوسرے باہر نکلے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے کار لائی گبول میں غائب ہو گئے۔ مقوی دیر بعد وہ دونوں کالونی کے اس سرے پر نظر آتے جبریل کے شمالی حصے کے رخ پر تھا۔ یہاں جیل کی دیوار تک بڑی بڑی جہازیں تھیں۔ وہ دونوں جہازوں میں رینگتے ہوئے جیل کی دیوار تک بڑھتے چلے گئے۔

جبرائیل کی تیز نظروں ان دونوں پر رہی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک ہاتھ سے دور میں کوٹھا اور دوسرے ہاتھ سے گلے میں لٹکے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈائریکٹر کا ہینڈ آؤن کے آسے منہ سے نکالا۔

”جبرائیل ہیکنگ! — دو آدمی جیل کے شمالی حصے کی طرف بڑھ رہے ہیں اور“ — جبرائیل نے دھیمے لہجے میں کہا۔

”ہاں میں جبرائیل! — میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ کالونی کی طرف سے آئے ہیں اور“ — دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”یہ ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی کار میں آئے ہیں جو کالونی کے بین روڈ پر تیسرے بجک کے قریب ٹھہری ہے۔ اور شاہ ڈرائیور اس میں ابھی تک موجود ہے اور“۔

جولیانے بتایا۔

”پھر جریبا! — ان کی داپنی میں نگرانی کیسے ہوگی اور؟ —؟“ حضرت سنا
تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”بے فکر ہو۔ میں نے مشکل انتظام کر لیا ہے اور اینڈ آف! —“ جریبا نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

آنے والے جیل کی دوار سے جیسے ہوئے تھے اور انہوں نے کوئی مشین دوار

سے چپاں کر رکھی تھی۔ پھر جولیا کے دیکھتے ہی دیکھتے جیل کی کچی دوار میں ایک

خاص بڑا سوراخ ہو گیا اور ایک آدمی اس سوراخ سے اندر داخل ہو گیا جب کہ

دوسرے نے انتہائی چھرتی سے اس سوراخ کے آگے سیاہ رنگ کا کپڑا اتار دیا۔

اور پھر مشین اٹھاتے تیزی سے پیچھے ہٹا دیا گیا۔ پیچھے ہٹتے ہوئے وہ جھاڑیوں کو

پلر کے ایک درخت کی آڑ میں گھس گیا۔ مشین اس نے گھر سے باندھ لی تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد جیل کی دوار پر سنے ہوئے سیاہ کپڑے میں حرکت

سمجھتی اور وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اس سوراخ میں سے یکے بعد دیگرے

بچن افراد باہر آ گئے۔

پہلے ایک قوی مہکل شخص باہر آیا۔ اس کے بعد ایک نوجوان۔ اور جریبا چونک

پڑی کیونکہ نوجوان عمران تھا اور وہ اپنی اصلی شکل میں تھا۔ ان دونوں کے جموں پر

جیل کی وردیاں موجود تھیں جبکہ آخر میں وہی سیاہ لباس والا آدمی باہر آیا اور پھر وہ

تینوں تیزی سے جھاڑیوں میں لپکتے ہوئے اس درخت کی طرف بڑھنے لگے۔

ان کا سامتی موجود تھا۔

جریبا نے تیزی سے فرانسس فرنس سے لگا دیا اور اس کا ایک اور جین باندھا۔

”ہیلو کپٹن شکیل! — جریبا سپیکنگ اور؟ — جریبا نے دھیمے لہجے میں کہا۔

”میں مس جریبا — شکیل سپیکنگ اور؟ — دوسری طرف سے کپٹن شکیل

آواز آتی رہی

”کیا وہ کام نہیں نظر آ رہی ہے جس سے مجرم باہر آئے ہیں اور؟ —؟“ جریبا

نے کہا۔

”میں مس جریبا — کارنجد سے صرف ایک گھنٹے کے فاصلے پر موجود ہے اور؟ —

شکیل نے جواب دیا۔

”تم ایسا کر کہو کہ ریڈیو فریکوئنسی کے ہمر کے نیچے چپک دو۔“ بدلی اور احتیاط

سے اور؟ — جریبا نے آتے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اؤکے مس جریبا اور؟ — دوسری طرف سے کپٹن شکیل کی آواز سنائی دی

اور پھر جریبا کی نظروں جیل سے آگے والوں پر جم گئیں۔ وہ اب اس درخت کے

نیچے پہنچ چکے تھے۔ پھر ان کا سامتی درخت کی آڑ سے باہر آ گیا۔ اور پھر وہ صاف

کر چھوٹی سڑک کر اس کر کے کالونی کی گلیوں میں گھس کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئے

اب جریبا کی نظروں کار پر جم گئیں۔ اس نے کپٹن شکیل کو صاف پر سینے کے

بل تیزی سے لپکتے ہوئے کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی

دیکھتے کپٹن شکیل کار کی پشت پر پہنچ گیا۔

جریبا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کپٹن شکیل کی

موجودگی میں ہی وہ لوگ کار تک نہ پہنچ جائیں۔ اس سے غلطی ہو سکتی تھی۔ اُسے

چاہیے تھا کہ وہ ان دونوں کے ادھر آتے ہی کپٹن شکیل کو اس کام پر لگا دیتی۔ مگر

وہ ان کے جیل میں گھسنے کے چکر میں رہ گئی۔ بہر حال اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور

اکٹو کے فرانسس احکامات نفع کو نگرانی کا علم نہ جہا چاہتے اور کپٹن شکیل کے

ماننے آنے سے انہیں علم ہو جائے گا اور جریبا باقی مہم کی کامیابی کے

خلافت دہری کا کیا تصور تھا۔ اس لیے وہ بے حد پریشان تھی مگر دوسرے
 نے اس کے منہ سے اطمینان کی ایک طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ کپڑے پہننے میں آستین
 تیزی سے چھپے ہٹا چلا جا رہا تھا اور جب وہ ایک کوشی کی دیوار کی آڑ میں چوڑی
 تو حریف کی آنکھوں میں چمک ابھرتی۔ اور اسی لمحے ٹرانسپیر سے بھی کسی زونہ
 کی آواز بھنے لگی۔

"کیس اور ڈ۔۔۔ جولیہ نے ہن جاتے ہوئے کہا۔

"کام ہو گیا مس جولیہ۔ اور ڈ۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز
 سنائی دی۔

"او۔۔۔ کے۔۔۔ مزید بات کا انتظار کرو۔ اور ڈ۔۔۔ جولیہ نے جواب دیا اور
 ہن واپس راجہ بھنم کر دیا۔ اس کی نظریں اب کہہ پرچی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد وہ لوگ کار کے قریب نظر آئے اور پھر ان میں سے تین افراد کار
 میں سوار ہو گئے۔ اور ایک وہیں رہ گیا۔ کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

جولیہ نے تیزی سے ٹرانسپیر کا ہٹن دیا اور پھر کہنے لگی۔

"بیلو کیپٹن شکیل!۔۔۔ تم نے دیکھا کہ ایک آدمی چھپے رہ گیا ہے۔ اور ڈ۔۔۔

"کیس مس جولیہ!۔۔۔ وہ آدمی اب تیزی سے کار کی ایک گلی میں جا رہا ہے
 اور ڈ۔۔۔ کیپٹن شکیل کا جواب سنائی دی۔

"اُسے کار کرو اور ٹاکو کر کے دانش منزل پہنچا دو۔۔۔ تنویر کو چلنے ساتھ لے
 اور ڈیڈ آ۔۔۔ جولیہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہن آت کر دیا اور ایک اور

ہن دیا دیا۔

"مصفیہ جولیہ کو مبراہ لے کر ٹارگٹ نمبر تھری پر پہنچ جاؤ۔ اور ڈیڈ آ۔۔۔ جولیہ
 نے کہا اور پھر ہن آت کر کے اس نے دو دین گے میں بھگتی اور پھر تیزی سے درخت

سے نیچے اترتی چلی آئی۔

درخت سے نیچے اتر کر جولیہ بھاگتی ہوئی کالونی کے جنوبی حصے کی طرف چلی
 گئی۔ کیس کی رفتار میں خاصی تیزی تھی۔ جنوبی حصے کے آخر میں ایک بڑی سی کوشی
 موجود تھی۔ اور پھر وہ کوشی کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ لان میں ایک چھوٹا سا بیلی کا پٹر
 موجود تھا۔

چند لمحوں بعد مصفیہ اور جولیہ بھی دوڑتے ہوئے کوشی میں داخل ہو گئے۔
 جولیہ نے انہیں دیکھتے ہی ہاتھ ہٹا دیا اور پھر تیزی سے بیلی کا پٹر میں داخل ہو گئی مصفیہ
 اور جولیہ بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر مصفیہ نے پائٹل میٹ سنبھالی اور چوڑی
 پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔

"اوپر لے چلو۔۔۔ جولیہ نے کہا۔

مصفیہ نے انہیں سٹارٹ کیا اور پھر ایک جھٹکے سے بیلی کا پٹر دھن میں بلند
 ہوتا چلا گیا۔

بیلی کا پٹر کا رنگ سیاہ تھا اور وہ آستین تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا جا رہا
 تھا۔ کالونی بلندی پر پہنچ کر مصفیہ نے بیلی کا پٹر کو جولیہ کی ہدایت پر جنوبی حصے کی
 طرف بڑھا دیا۔

جولیہ نے جب سے ایک چھوٹا سا پکس نکالا اور پھر اس کے کونے میں لگا ہوا ایک
 بیلی داؤبہ پکس کے اوپر ایک ٹاکو کر کے روشن ہو گیا اور ایک سرخ رنگ کی سونی تیزی
 سے مختلف حصوں کی طرف حرکت کرتے لگی۔

"کار شہر سے باہر پہاڑیوں کی طرف جا رہی ہے۔۔۔ جولیہ نے کہا اور مصفیہ
 نے بیلی کا پٹر ادھر بڑھا دیا۔ اور پھر جولیہ نے ٹاکو کر کے بیلی کو پ آنکھوں سے لگا لی۔
 تھوڑی دیر بعد شہر کے پردہ ہٹتی ہوئی سیاہ رنگ کی کار اُسے نظر آگئی۔ جولیہ مصفیہ کو

جولیا دیتی چلی گئی اور کار کا تعاقب جاری رہا۔

دونگا۔ اور اینڈ اگل۔ ایکسٹو نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔
جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جین آف کر دیا۔ پہلی کاپر فضا میں
کیس بگڑ رہا ہوا تھا اور جولیا کی نظریں اس چٹان پر جمی ہوئی تھیں۔



کمال چٹان کے دریا نشے سے پیدا ہونے والے راستے میں داخل ہوئی اور پیچھے
چٹان بند ہو گئی۔ کمال ایک فوٹنگ ٹاک دوڑتی چلی گئی اور پھر رک گئی۔ سانسے ایک اور چٹان
نے راستہ روکا ہوا تھا۔

جیرالڈ تھری سے کارت اترا اور اس نے چٹان کے ایک کونے پر اپنا انگوٹھا
رکھ کر زور سے دلیا اور چٹان دھاری کے پٹ کی طرح کھلتی چلی گئی۔ اند ایک کافی بڑا
بال نظر آ رہا تھا۔ ٹامی گزروں سے سطح چار افراد چٹان بیٹھے ہی سانسے آگئے اور انہوں
نے کار کو روک کر رکھا۔ پھر جیرالڈ کے کچھ بڑے جیکال کار سے نیچے اتر آئے اور
پھر سطح افاد کی گھرائی میں دو ہالی میں داخل ہو گئے۔

جیرالڈ نے کہا۔ کمالی پر مہار باد قبول کرو۔ ایک فوجوں نے آگے بڑھ
کر جیرالڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تحقیق کرو ورنہ۔ جیرالڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا
”لوہا۔ قشریہ لایٹے مسٹر جیکال۔“ ورنہ نے جیکال سے مخاطب ہو کر کہا
اور پھر وہ ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دیوار پر لگا ہوا ایک ٹیٹا دلیا اور

”مس جولیا!۔ یہ قیدی کون ہیں؟“ مسٹر نے جولیا سے مخاطب
ہو کر کہا۔

”دوسروں کو تو میں نہیں جانتی۔“ البتہ ان میں سے ایک عمران ہے۔“ جولیا
نے جواب دیا۔

”ارے۔“ مسٹر اور جولیا دونوں بڑی خراج چرک پڑے۔

”عمران جیل میں کیسے پہنچ گیا۔“ مسٹر نے حیرت زدہ لیجے میں کہا۔

”خدا بہتر جانتا ہے۔“ جولیا نے مختصر سا جواب دیا اور مسٹر خاموش ہو گیا
کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا کو کسی تفصیل کا علم نہیں ہے۔

کار پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی ایک موٹر سڑک رک گئی۔ اور ایک آدمی کار سے
نیچے اترا اور ایک چٹان کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر وہ جلد ہی واپس کار میں آگیا۔ چند
منوں بعد چٹان کسی دھنک کی طرح اٹھتی چلی گئی اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کار
سڑک اس چٹان کے اندر داخل ہو گئی اور چٹان دوبارہ برابر ہو گئی۔ اور اب سڑک
بالکل صاف تھی۔

جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیر کا ایک اور حق دیا دیا۔

”ایکسٹو اور۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز
سنائی دی۔

”جولیا سیکنگ سر اور۔“ جولیا نے دوبارہ لیجے میں کہا۔

”رپورٹ اور۔“ ایکسٹو نے پوچھا اور جولیا نے اب تک کی تمام تفصیل سننا
دی۔

”اوہ۔“ تم اس چٹان کی گھرائی جاری رکھو۔ میں تمہیں بعد میں ہدایت

دور ایک طرف بٹ گئی۔ اور سامنے سیرجیاں نیچے جاری تھیں۔ وہ سب اس سرنگی میں سیرجیاں اترتے چلے گئے۔ سیرجیوں کے اذانام پر ایک بڑا سا کڑھکا جب کمرے میں داخل ہوئے تو راستہ ہیچے سے بند ہو گیا۔

”تشریف رکھیے“ — درز نے ہال کے درمیان موجود کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور جیکال اور عمران کے ساتھ ساتھ جیرالڈ اور درز بھی کرسیوں بیٹھ گئے۔ کرسیوں کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے اوپر ایک ٹرانسپیریکس تھا۔ ان کے کرسیوں پر بیٹھتے ہی ٹرانسپیریکس کا جب بل اٹھا اور اس سے پاس کی آواز سنائی دینے لگی۔

”ہیلو درز — کیا سب لوگ موجود ہیں اور؟“

”ییس پاس اور؟“ — درز نے مڑا ہوا ہچے میں جواب دیا۔

”مشترک حال! — اب اس اجنبی کے بارے میں کیا خیال ہے؟“ — کیا سوچا

کی بات اس کے سامنے ہی کی جاتے گی اور؟ — ہاں اس نے بار بار پوچھا

جیکال سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مشرکس! — آپ کو اس حکم میں کام کرتے ہوئے کتنا غرمہ ہو گیا؟“

اور؟ — جیکال نے بڑے طنز سے ہچے میں کہا۔

”کیا مطلب؟“ — میں تمہاری بات سمجھا نہیں اور؟ — پاس کا لہجہ حیرت نا

تھا۔ درز اور جیرالڈ بھی چونک کر جیکال کو دیکھنے لگے۔

”مطلب یہ کہ جسے آپ ایجنسی کہہ رہے ہیں وہ اس ملک کا سب سے خطرناک انسان

علی عمران ہے اور؟ — جیکال نے مسکراتے ہوئے کہا اور داد طلب نظروں سے

عمران کی طرف دیکھنے لگے جیسے اس نے اس کی ہر فرعونیت کر دی ہو۔ عمران نے بھی

جواب میں دانت نکال دیئے۔

”سب سے خطرناک انسان — آخر تم کہا کیا چاہتے ہو جیکال! — مکمل بات

رو اور؟ — پاس نے اچھے ہوئے ہچے میں کہا۔

”مشرکس! — یہ علی عمران، یہاں کی سیکورٹی سروس کے لیے کام کرتا ہے

اور اس کا نام سننے ہی نامی گرائی جرموں اور جاسوس کے چہروں پر پھینے آجاتے ہیں

اور؟ — جیکال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا سسٹم کس طرح ہے مشرکس! — درز میں کیا ہوں؟ — عمران نے

یوں باعث اٹھا کر سہم کرتے ہوئے کہا جیسے مشاعرے میں داد وصول کر رہا ہو۔

”چہرہ آب اپنے ساتھ کیوں لاتے ہیں اور؟ — ہاں کے لہجہ میں

یکدم سختی پہنچی۔

اس لیے کہ اس کی موجودگی میں آپ کوئی غلط حرکت نہ کر سکیں۔ میں

اس سسٹم میں ترشوفنی تھا کہ علی عمران پہل میں میرے پاس پہنچ گیا اور میں اس کو

دیکھتے ہی پہچان گیا اور اس نے میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں علی عمران کو اپنے ساتھ

رکھوں گا تاکہ اگر آپ کوئی غلط حرکت کریں تو پھر وہ راز آپ کو بھی نہ مل سکے اور؟ —

جیکال نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

چند لمحے تک ہال میں مکمل خاموشی طاری رہی۔ پھر پاس کی آواز سنائی دی۔

”مشرکس! — آپ نے مجھے متعلق بالکل غلط انداز دیا گیا ہے۔ ہم

میں چلتے والوں سے کہیں دعا نہیں کرتے۔ ہیں مگر غم چاہتے اور ہم اس کی

قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں۔ ہمارے پاس پیسے کی کمی نہیں ہے مگر جو ہمارے

ساتھ دھوکا کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے اس دنیا میں پھر نہیں جاتے کیا نہیں

طی؟ — آپ مشرکس کو اس لیے ہمارا لاتے ہیں کہ آپ ہمیں ایک بل کر سکیں

حالانکہ مشرکس عمران اب ہمارا بھی چاہیں تو یہاں سے واپس نہیں جاسکتے۔ آپ

جیکہ کر ڈی احتیاط سے متبرک کے جیب میں ڈال لیا۔
 آپ نے جیکہ وصول کر لیا مشر جیکال اور۔۔۔ ہاں! مجھے جیکہ مل گیا ہے اور میں مطمئن ہوں اور۔۔۔ جیکال نے مطمئن
 بیس میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 اب آپ وہ جگہ مجھے بتادیں جہاں وہ فلم موجود ہے اور۔۔۔ بس نے
 پر اشتیاقی لہجے میں پوچھا۔
 کیوں مشر علی عمران! بتا دوں! ہاں! تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟ جیکال
 نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا،
 "بتا دو۔ مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ بسن یہ خیالی رکنا کہ وہ جگہ پولیس
 انسپکٹر نیازی کی جیب نہیں ہونی چاہیے۔" عمران نے یوں مسکراتے ہوئے
 جواب دیا جیسے اسے اس راز کی یکسر پرواہ نہ ہو۔
 "ٹھیک سے مشر کس!۔۔۔ پلیز فلم ایئر پورٹ کے وی آئی بی روم کے
 منتہا کی تلاش ٹھیک کی اسکے اندر موجود ہے اور۔۔۔ جیکال نے بتایا۔
 او۔ کے۔ ٹھیک کر۔ میں ابھی اسے حاصل کرتا ہوں۔ تم میری کالی کا انتظار
 کرو۔ اور اینڈ کال۔" اس نے پُر سرت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
 فون پر کلاب بجو گیا۔
 کمرے میں ایک بار پھر گھبراہٹ مچ گئی۔
 مشر جیکال!۔۔۔ آپ کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ وہ فلم اس تلاش ٹھیک میں نہیں
 ہے۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے سکوت توڑتے ہوئے کہا۔
 اور اس کے انکشاف نے جیسے کمرے میں بم کا دھماکا کر دیا ہو۔ سب لوگ بے اختیار
 اچھل پڑے۔

کی بات دہری ہے۔ ابھی آپ نے صرف ایک معمولی سی مخالفت و دھمکی کی
 اس لیے ہم آپ کو سزا سنیں دینا چاہتے۔ ابھی ہم اپنے سوئے پر ناکم ہیں اور
 آپ کا خیال غلط ہے مشر!۔۔۔ میں آپ کو ایک مل نہیں کرنا چاہتا۔
 آنا چاہتا ہوں کہ آپ صحیح لائنوں پر سوچتے رہیں۔ باقی رہی مشران کی بات
 تو مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ عمران نے اسے اور آپ۔ اور۔۔۔ جیکال نے
 بڑی لاپرواہی سے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے مشر جیکال!۔۔۔ اب آپ وہ پلیز فلم میرے خاندان سے دوسرے
 کونے کے روم اور رقم کا چیک اس سے وصول کر لیں اس کے بعد آپ کو جہاں آپ
 پائیں گے پہنچا دیا جائے گا اور۔۔۔ اس نے فینسلر کے لہجے میں کہا۔
 آپ کو غلط فہمی ہوتی ہے مشر! بسن کو وہ فلم میں اپنے ساتھ لیے ہوئے
 ایسا جو آج آپ تک یقیناً وہ فلم جھ سے حاصل کر لی گئی ہوئی اور۔۔۔ جیکال نے
 بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
 "توجہ اور۔۔۔ ہاں! سنے ایک بار پھر اچھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔
 "پھر کیا۔۔۔ رقم کا چیک میرے خزانے کی بنیاد پر دینا چاہتے ہیں اور
 وہ فلم وہاں سے حاصل کر لیں اور اس کے بعد مجھے باہر بھجوا دیں بات ختم۔ اور
 جیکال نے جواب دیا۔
 "او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ مشر!۔۔۔ آپ مشر جیکال کو بیس کر ڈو ڈار کا
 چیک دے دیں اور۔۔۔ اس نے کہا۔
 وزیر نے میز کی دواز گھنٹی اور پھر اس میں اسے ڈال کر ایک چیک نکالا اور جیکال
 کے حوالے کر دیا۔
 جیکال نے بغور چیک کو دیکھا۔ پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس۔

تخلویش زدہ لیجے میں پڑھا۔

”نہیں۔ اُسے راستے میں ہی ختم کر دیا گیا ہے۔ اور“ — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اور کسے۔ تم وہاں سے ہٹ جاؤ۔“ اولڈ ٹاکس مزہ متحقیقات کریں گے اور ہمارے کسی آدمی کو سامنے نہیں آنا پائے۔ اور“ — بوڑھے نے کچھ لمحوں کی خاموشی سکے یہ جواب دیا۔

”اور کسے کس اور“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اینڈ آل“ — بوڑھے نے کہا اور پھر شیڈن ڈاکر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے توجہ داپس میز پر رکھ دیا، مگر دوسرے کے ایک بار پھر وہ چونک پڑا۔ کیونکہ شیڈن کی آواز ڈبے میں سے دوبارہ بھگنے لگی تھی۔

”سینور ریڈ اسٹار۔“ سینور ریڈ اسٹار اور“ — جیسے ہی بوڑھے نے آگوشے کا دباؤ ڈبے کے کونے پر ڈالا وہ ڈبے میں سے آواز ابھری۔

”لیس ریڈ اسٹار سپیکنگ اور“ — بوڑھے نے جواب دیا

”فر فر سپیکنگ باس! — ہم کامیاب ہو گئے ہیں۔“ دی آئی پٹی روم کی فٹنٹس ٹنگی سے بیڈنظر برآمد ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے دہی اصل فٹم ہے جو میکال نے اس میں چھپا دی تھی۔ اور“ — فبروٹ نے جواب دیا۔

”اوہ گڈ نیوز۔“ نمے کے فرور میرے پاس پہنچا۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ اور اینڈ آل“ — بوڑھے کی آواز خوشی سے لرز رہی تھی۔ اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ جیسے اُسے سات بارش ہوں کا تحراز ہوا تھا۔ اُس نے کی خوشخبری ملی تھی۔ اس نے جب ڈبے کو داپس میز پر رکھا تو اس کا ہاتھ خوشی سے کانپ رہا تھا۔ اور وہ بڑی بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور پھر تعجباً دس منٹ

چین ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک چھوٹی سی میز موجود تھی۔ میز کے پیچھے ایک کرسی پر ایک مٹھنی سا بوڑھا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر موسے ٹشیشوں کی ٹینک چڑھی ہوئی تھی۔ میٹھے اور اچھے ہونے والی، مٹھے اور مٹھے ہونے کے پڑے۔ بغا ہر وہ طریقہ کوئی غریب سا دکھانے والا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ڈبہ تھا جس کے ایک کونے میں ایریل ٹارڈ بائرن تھا ہوا تھا۔ وہ بڑے غور سے ڈبے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کچی سی تخلویش کی پچھائیاں نمایاں تھیں۔ اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ ڈبے میں سے سٹیج کی آواز بلند ہوئی اور اس کے سامنے ای ڈبے پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلتے بھگنے لگا۔ بوڑھے نے کونے پر آگوشے کا دباؤ ڈالا تو سٹیج کی آواز بند ہو گئی اور ایک مردانہ آواز ابھری۔

”سینور ریڈ اسٹار۔“ سینور ریڈ اسٹار اور“ — بوڑھے نے بڑے باوقار لیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فبروٹریں سپیکنگ فرام دی اینڈ فبروٹری ختم ہو گیا ہے۔“ جیرلاڈ نے اس کی کار کو جھٹک کر ہزاروں فٹ نیچے کھائیں میں سپیکنگ دیا ہے اور“ — فبروٹریں نے بارش دیتے ہوئے کہا۔

”کیا فبروٹری جیرلاڈ کی منزل مقصود چمک کر رکھا تھا اور“ — بوڑھے نے

بعد دروازہ ایک جھکے سے کھلا اور ایک مہارت نگ فوجان اندر داخل ہوا۔
 "ہیلو باکس"۔ فوجان نے مڑباناہ پلے میں بوڑھے سے مخاطب ہو کر
 "ہیٹو! کہاں ہے وہ فلم؟"۔ بوڑھے نے بدلت اپنے پرک
 ناہر پاتے ہوئے کہا۔

اور فوجان نے جب یہ بات سنا تو ال کر ایک فلم جو پلاسٹک کی تھیلی میں
 نکال کر بوڑھے کے سامنے رکھ دی۔

بوڑھے نے جھپٹ کر وہ فلم اٹھائی اور پھر پلاسٹک کی تھیلی کا ایک سر
 کر فلم باہر نکال لی۔ اس نے فلم کا سر پہ کھولا اور پھر اس کا ایک سر کھینچ کر اس
 فٹ روشنی کی طرف کر کے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ فلم کھینچتا رہا اور پھر اس
 ایک جھکے سے فلم لپٹ دی۔

"دیری گڈ۔ دیری گڈ۔ ہم کامیاب ہو گئے۔ دیری گڈ۔ بوڑھے
 آزاد آتھائی خوشی سے لرز رہی تھی۔

"ہیس!۔ ہیس مجھے اچانک ہی خیال آگیا اور میں نے نفلش ٹیکہ چکا
 کر لی۔" فوجان نے کہا۔

"اچھا!۔ ایسا کرو کہ لیبارٹری میں اس کی ایک جھلی تیار کرو جو نظر آ
 ہی جو۔ مگر اس میں دیئے گئے اعداد و شمار فرضی ہوں اور وہ فلم واپس اس
 میں رکھو اور۔" بوڑھے نے فوجان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کیوں باس؟"۔ فوجان نے چونک کر پوچھا۔

"فسرڈ۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس فلم کے پیچھے اولڈ ٹاکس لگا ہوا ہے
 ظاہر ہے کہ وہ جیکال سے اٹھوئے گا اور پھر اگر یہ فلم ٹیکہ میں سے ملے تو پھر
 دائرہ بڑھائیں گے۔ لیکن اگر انہیں کوئی فلم مل جائے جس میں صرف اعداد و شمار

فلم ہوں تو وہ وقتی طور پر مطلق ہو جائیں گے اور جب تک انہیں پتہ چلے گا اس
 وقت تک ہم کہیں سے کہیں پہنچ چکے ہوں گے۔" بوڑھے نے اسے
 سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس!۔ میں ابھی فلم تیار کر کے واپس ٹیکہ میں پہنچا دیتا
 ہوں۔" فوجان نے باقاعدہ کاربوڑھے سے فلم لیتے ہوئے کہا اور بوڑھے
 نے سر ہلا دیا۔

فوجان تیز تیز قدم اٹھانا کرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

فوجان کے باہر جانے کے بعد بوڑھے نے ڈبہ اٹھایا اور پھر اس کا پھینکا
 حصہ کھول کر اس میں موجود ایک تاب کو گھما کر دیکھ کر دیا۔ اور ایک غصوں کی روشنی
 میٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔ ڈبے میں سے سیٹی کی آواز بھنے لگی۔ چند
 لمحوں بعد ڈبے پر موجود سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے لگا۔

"ہیلو ریڈ اسٹار! انگ۔ امبیڈر سے بات کرو اور۔" بوڑھے
 نے ہر دو تار بجھے میں کہا۔

"ہیس امبیڈر! سٹیگ فرام دی اینڈ اور۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد
 ایک جھاری آواز گر سنی۔

"مسٹر امبیڈر!۔ ہم فلم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور۔" بوڑھے
 نے کہا۔

"اور دیری گڈ۔ کیا وہ اصل فلم ہے اور؟"۔ ہر دوسری طرف سے پرجوش
 بجے میں پوچھا گیا۔

"جی ہاں۔ میں نے چیک کر لیا ہے اور۔" بوڑھے نے مطلق بلے میں
 جواب دیا۔

”اُد کے۔“ اس فلم کو فوری طور پر سفارت خانے بھجوا دو۔ گوڈ ریڈ اسٹار ہی رہے گا۔ میں اسے سفارتی بیگ میں بھجوانے کے انتظامات کرتا ہوں اور۔“

”او۔ کے۔“ میں ابھی بھجواتا ہوں اور۔“ ہلڑے نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل۔“ سفیر نے کہا اور ہلڑے نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے بھرپور تاثرات نمایاں تھے۔



جیرالڈ نے اپنا کمر لٹیکہ دیا دیا تھا مگر ریلوے سے صرف عیش کی گناہزنی دیکھ اور میں اسی لمحے عمران کے قتلہ بازی کھائی اور دوسرے لمحے جیرالڈ یوں اس کے سینے سے لگتا چلا گیا۔ بیسے نو باعتماد عین سے چمٹا ہے۔ اب عمران کے ہاتھ میں ایک چمڑا سا ریوالتور چمک رہا تھا اور اس نے ریلوے جیرالڈ کے پہلو سے لگا رکھا تھا جب کہ اس کا دو سرا ہاتھ اس کی گردن کے گرد کسی سانپ کی طرح لپٹا ہوا تھا۔

”خبردار!۔“ مگر کسی نے حرکت کی تو مسٹر جیرالڈ آف جی نہ کر سکیں گے۔“

عمران نے چمکاتے ہوئے کہا۔

کمرے پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ دروازہ جیکال دو نوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ جبکہ جیرالڈ کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔ وہ ریلوے اسٹیشن تک اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

جس سے وہی نے عمران پر ناکر کیا تھا۔

جیرالڈ نے چند لمحے عمران کے پیچھے سے بچنے کی کوشش کی اور ایک بار اس نے عمران کے پہلو میں کبوتری مارنے کی بھی کوشش کی مگر عمران کے بازو کے ایک ہی جھٹکے نے اُسے بے تحس و حرکت کھڑے رہنے پر مجبور کر دیا۔ اس کی آنکھیں ابل آتی تھیں اور اسے یوں عسری ہو رہا تھا جیسے عمران نے فراسا اور بازو کو جھٹکا دیا تو اس کی گردن پیٹھ بنائے گی۔

”تم یہاں سے منہ پرج کر نہیں جا سکتے۔“ آخر دروازے سکوت توڑتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے مدد زبر تھا۔

”اس کا فیصلہ اُسے والا وقت کر لیا مشورہ نہ۔“ بہر حال میں یہ بتا دوں کہ تمہارے پاس کوئی فلم شینک سے ملے ہے وہ نقلی ہے۔“ عمران نے طنز پر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم غلط فکر رہے ہو۔ وہ اصلی فلم ہے۔“ جیکال نے مدافعت کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے جواب دینے کی بجائے اپنا ایک جیرالڈ کو زور سے درنہ پر پکڑ لیا اور جیرالڈ اور دروازوں ایک دوسرے سے کھڑا کر نیچے جا گرسے۔

عمران نے ان کے سینے سے پہلے ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریلوے کار فیض ان کی طرف کیا اور پھر فریگ دیا دیا۔ اس کے ریلوے سے عین کی دھار کی ٹنگھی اور پھر تیزی سے کمرے میں پہنچ گئی۔

جیکال نے اٹھنے کی کوشش کی مگر گیس کچھ ضرورت سے زیادہ ہی زوردار تھی۔ وہ ایک لمحے کے بڑا دھیریں حصے میں کر ہی پڑھک گیا۔ دروازہ تیر لٹا ہی اٹھنے کی کوشش میں ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے سانس روکا جواما۔ وہ تیز تر قدم اٹھا ہوا

اس دیوار کی طرف بڑھا۔ جدھر سے وہ داخل ہوا تھا، دیوار سہاٹ پٹان کی طرح نظر آ رہی تھی۔

عمران نے تیزی سے دیوار پر ہاتھ پھیرا اور پھر ایک جگہ کو ابھرا ہوا عکس کے لیے اس نے اس پر ہاتھ کا دباؤ ڈالا اور دوسرے لمحے چٹان درمیان سے پھینکی چلی گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ تھا۔ اور بیڑھیال اور بارہی میں تھیں۔ عمران اچھل کر بیڑھیال پر چڑھا تھا۔ کانی دیر سے سانس روکنے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا مگر اسے کوئی دیر تک سانس روکے رکھنے کی مشق تھی اس لیے وہ دہائی طہ پر بالکل پاک و چہند تھا۔

بیڑھیال کے انعام پر ایک اور دروازہ تھا اور عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر اس پر ہاتھ کا دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران نے دروازے کو ذرا سا کھول کر دیکھ لیا اور کانی دیر سے سانس روکے رکھے۔ یہیں چار مگر دبا کر اسی ایک جھکے سے دروازہ کھول دیا اور پھر اچھل کر ہال میں داخل ہو گیا۔ وہ اندر گھس کر دروازے سے ہال میں موجود تمام افراد سے ہوش ہو چکے تھے۔ اور عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا چلا گیا۔ اور اپنے ساتھ ہی وہ ایک سب سے ہوش پڑے جوئے آدمی کو بھی — گھسیٹا چلا گیا۔

بیرونی دروازے پر موجود دوسرے نگ کے مہن کو دباتے ہی دروازہ کھلا اور عمران باہر آ گیا۔ اس کے باہر آتے ہی دروازہ تیزی سے بند ہو گیا اور عمران نے یہاں پہنچ کر تیز تیز سانس لینے شروع کر دیے۔ چند لمحوں بعد اسی کی حالت بدل ہو گئی۔

عمران نے سب سے پہلے بے ہوش آدمی کے کپڑے اٹا کر اسے اٹھایا اور پھر اپنے جسم پر موجود جیل کی دووی آکر چھینک دی اور اس بیہوش آدمی کا لباس پہن لیا۔ اس نے

یہی وہ کار جو وہ تھیں جی میں عمران یہاں تک پہنچا تھا۔ عمران نے کار کے پچھلے بصرے نیچے جھک کر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان مہری مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اسے چوڑا سا ریڈیو ٹرانسمیٹر ٹیپ کے ساتھ چٹا ہوا لٹیر آگیا تھا۔ اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ یہاں چٹان کی سائیڈ میں ایک سرخ رنگ کا مہن موجود تھا۔

عمران نے جی دیا اور اس کے ساتھ ہی چٹان کی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی اور عمران تیزی سے باہر نکل پڑا۔ اس کے ساتھ ہی چٹان دروازہ بارہی کی رات گزرنے لگی تھی اس لیے صبح کا اناں لاہر طرف پھیل چکا تھا۔

باہر آتے ہی عمران نے آسان کی طرف دیکھا اور چہرے کا کانی بندی پر فضا میں کھلا ہوا ایک جیل کو نظر آ گیا۔ عمران نے مخصوص انداز میں ہاتھ کو فضا میں بھرا اور جیلی کا پڑ تیزی سے نیچے اترتا چلا آیا۔ چند لمحوں بعد جیلی کا پڑ کے پیسے نکل پڑے جی ٹک گئے اور عمران تیزی سے جھانک کر دیکھ لیا کہ پڑ کی طرف بڑھا۔ اس نے جی جیو نظر آ رہی تھی اور پھر عمران اچھل کر جیلی کا پڑ میں سوار ہو گیا۔

پلو — عمران نے اندر گھسنے ہی بعد سے کہا اور صندوق میں جیلی کا پڑ ایک جیسے میں فضا میں اٹھایا۔

عمران صاحب! آپ اتنی آسانی سے نکل آئے میں کیسے کامیاب ہو گئے؟ جیو نے حیرت زدہ ہونے میں سوچا۔

میرے جسم پر گر گئی تھی، جیو نے جیلی کا پڑ اٹھایا۔ — عمران نے بڑے بنیاد پیسے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور صندوق کے منہ سے بے اختیار تھوہر نکلی گیا۔ جیو نے بڑا سانس نہایا مگر وہ خاموش رہی۔

”اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب؟“ آخر چند لمحوں بعد صفدر نے پوچھا۔

”کسی اچھے سے کیف میں چائے پرا دو بار۔ کئی روز سے چائے ہی نہ پلا۔“ عمران نے بڑے موصوم سے بولے میں کہا۔

”نہیں۔“ یہیں اکیٹھ کی طرف سے یہیں ٹھہر کر ٹھانی کو حکم ملا ہے۔ بے ہم میں ٹھہری گئے۔“ بولنے نے اچانک فیصلہ کن بولے میں کہا۔ یہی اس وقت کوئی ہندی پر آچکا تھا۔

”تو میں نے کب منع کیا ہے توہیں ٹھانی کرنے سے۔ کرتی رہو۔“ میں تو صبر سے کہہ رہا ہوں۔“ عمران نے پہلی کا پٹری کھلی کھڑکی سے نیچے جھانکتے ہوئے کہا۔ اس کی نظر اسی چٹان پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے وہ باہر آیا تھا۔

”نہیں۔“ صفدر بھی یہیں باسکتا۔“ بولیا نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں باسکتا تو نہ سہی۔“ میں تو باسکتا ہوں۔“ فدا ماذظ۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ بولے میں کہا اور میراں سے پہلے کو کوئی اس کی بات سمجھا۔ عمران نے پہلی کا پٹری کھلی کھڑکی سے نیچے جھانک لگا دہی اور ان تینوں کے ملحق سے بے اختیار جینیں منگ گئیں۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ عمران اتنی ہندی سے یوں پھلا گئے لگے کہ وہ لہو میراں کی نظر نیچے کی طرف جم گئیں۔ عمران کا جسم رافعہ سے منکلی ہوئی گولی کی طرح نیچے گرتا چلا جا رہا تھا اور نیچے سے لگتا تھا جیسے چٹانیں جھٹکیں۔ ان تینوں کو یوں محسوس ہوا جیسے عمران کے ساتھ ہی ان کے جسموں سے ردھیں بھی نکلی گئی ہوں۔ عمران کی دردناک موت ابدی نصیب ہو چکی تھی۔

فیصلہ رنگ کی کو خاص تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ شہر رنگ پر ریڈ اشار خود موجود تھا۔ اس نے غم پہنچانے کے لیے کسی پر جھڑکے کی بجائے خود ہی جانا مناسب سمجھا تھا۔ اور اس وقت اس کی کار سفارت خانے کی طرف ہی دوڑی چلی جا رہی تھی۔ ایک چرک کراس کر کے وہ مین روڈ سے ہٹ کر اس روڈ پر آگئی جس کا اختتام سفارت خانے پر ہی ہوتا تھا۔ اس سڑک پر چونکہ ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اس لیے اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ یہ سڑک چند میل آگے جا کر ایک راکشہ کالونی کے درمیان سے گزرتی تھی۔

چنانچہ جیسے ہی کار کالونی میں داخل ہوئی اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی کیونکہ کالونی بے حد گنجان آباد تھی۔ اور یہاں پیدل چلنے والوں کا خاصا رش رہتا تھا ابھی اس کی کار نے کالونی کے تین چار بلاک ہی کراس کئے تھے کہ اچانک اسے پوری قوت سے بریک لگنے پڑے۔ کار کے گھاتروں نے ایک طویل انتہائی جیگہ ماری۔ جیگہ اتنی سخت بریک لگنے کے باوجود بھی وہ اس پر ڈھکی عورت کو نہ پہچان سکا۔ جو ایک مکان کی آڑ سے نکل کر اچانک سڑک پر آگئی تھی۔

ریڈ اشار تیزی سے دروازہ کھول کر بائیں بھلا اور سڑک پر پشت کے بل گری ہوئی بڑھیا کی طرف دوڑا۔ لادھرا دھڑ سے بے شمار لوگ جھاگ کر ہائے حادثہ پر آکھٹے ہو گئے۔ ریڈ اشار نے سہارا دے کر بڑھیا کو اٹھایا اور پھر اس نے اطمینان کی ایک

طویل سانس لی۔ بڑھیا کو کوئی سخت چوٹ نہیں آئی تھی سہارے صرف اُسے دھکا دیا تھا۔ بڑھیا بکیتی جھکتی اندھ کھڑی ہوئی۔ اور گرو اگھٹے ہونے والے جھوم نے ریڈا اشارہ کر سخت سست کہنا شروع کر دیا۔

ریڈا اشارہ نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بڑو نکالا۔ اور پھر اس میں سے ایک بڑا نوٹ نکال کر بڑھیا کو دیتے ہوئے کہا۔
 "مختصر!۔ یہ رقم رکھ لیں۔ آپ کے کام آئے گی۔"

بڑھیا نے اتنا بڑا نوٹ دیکھا تو تیزی سے اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اس کی آنکھوں میں مسرت کے چہرے اعلیٰ اٹھ گئے۔ وہ شائد دل میں سوچ رہی تھی کہ اتنا بڑا نوٹ وہ مگر کبھی حاصل نہ کر سکتی تھی۔ تو گولڈ نے بھی اب ریڈا اشارہ کی تعریف شروع کر دی۔ ریڈا اشارہ نے بڑو دوبارہ جیب میں رکھا اور پھر تیزی سے مڑ کر مجمع کو چہرہ ہڑا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار ایک بار پھر سفارت خانہ کی طرف دوڑی ملی جا رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں بڑھیا کو گامیاں دے رہا تھا جس نے خزانچہ اس کا وقت ضائع کیا تھا۔ مگر اسی کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی خیال آ جاتا تھا کہ فکر سے بڑھیا کو زیادہ چوٹ نہیں آئی تھی ورنہ اُسے ہسپتال اور قحطانے کے چکر میں پھنسنے کا وقت ضائع کرنا پڑتا۔ اُسے اس سس تھا کہ محترم سفیر اس کا شدت سے انتظار کر رہے ہوں گے۔

اور پھر وہ اس وقت اپنے خیالوں سے چونک پڑا جب سفارت خانے کی عمارت سامنے آگئی اور اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہ سفارت خانے کے پچھلے میں موٹو دی۔ پورچ میں گاڑی روک کر وہ باہر گیا تو ایک سٹو دربان نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔ دربان کے چہرے پر سختی کا تاثر نمایاں تھا۔

ریڈا اشارہ:۔۔۔ ریڈا اشارہ نے کوڑا دھرتے ہوئے کہا۔

۔۔۔ اور آئیے۔۔۔ محرم سفیر شدت سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ دربان کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی کیومر اس پر ہر گئی۔

چلیے۔۔۔ ریڈا اشارہ نے کہا اور پھر دربان اس کے آگے چلتے ہوئے اُسے مختلف بابا بایوں نے گھنار کر ایک کمرے کے دروازے پر سے گیا جس پر سفیر کی نیم پیٹ لگی ہوئی تھی۔

تشریف لے جاتے۔۔۔ دربان نے کہا اور ریڈا اشارہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع دھڑلے میں مکرہ تھا جو انتہائی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کے آخری حصے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے محرم سفیر موجود تھے۔ انہوں نے چونک کر ریڈا اشارہ کی طرف دیکھا۔

ریڈا اشارہ:۔۔۔ ریڈا اشارہ نے قریب جا کر کہا۔

۔۔۔ ان آپ آگئے۔۔۔ تشریف رکھیے۔۔۔ سفیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ریڈا اشارہ خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

لایئے وہ غلم کہاں ہے۔۔۔؟ سفیر نے باتو بار لے لی کہا۔

ریڈا اشارہ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر بڑو نکال پایا۔ مگر وہ سسرلے دے بُری طرح لوکھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے انتہائی تیزی سے تمام جیبیں دیکھ ڈالیں۔ اس کے چہرے پر زبردست بوکھلاہٹ طاری تھی۔

کیا ہوا۔۔۔؟ سفیر نے حیرت جیسے لہجے میں کہا۔

میرا بڑو غائب ہے۔۔۔ ریڈا اشارہ کے لہجے میں شدید بوکھلاہٹ اور پریشانی نمایاں تھی۔

”آخر یہ ہوا کیسے؟“ سفیر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر ریڈ اسٹار نے پاشا کا کوئی میں ہونے والا تمام واقعہ کہہ سنایا۔

”ہوں۔“ یہ یقیناً کسی جیب کتے سے کا کام ہے۔ تمہارے بٹومے میں نوٹ لپک کر اس نے اُسے پا کر لیا۔“ سفیر نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ ہم جلد ہی اُسے دوبارہ پالیں گے۔ اچھا مذاںظ!“
ریڈ اسٹار نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھا کر سرے سے باہر نکل آیا۔ چند لمحوں کے بعد اس کا راستہ اتنی تیز رفتاری سے دوبارہ پاشا کا کوئی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔



عملی کارکن کا جسم واقعی داخل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح زمین کی طرف گرتا چلا بار بار
خدا عزوجل نے لاشعوری طور پر اپنے ہم کو کیسٹرا اٹھا ہوا کا نیزہ دباؤ اُسے اپنے سینے
پر دھکی کر ہر بانٹنا اور نیچے گرتے ہوئے اُسے یوں محسوس ہوا جتنا جیسے ابھی آسمان
کے ملحق سے باہر نکل آئیں گی۔

گر عزوجل کا ذہنی حیرت انگیز طور پر پُرسکون تھا۔ بظاہر اس کی امن اندھی چملا گنگ
اور خوشی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔

زمین انتہائی تیزی سے قریب آتی چلی جا رہی تھی۔ نیچے بھڑکی ہوئی سنگلاخ چٹانیں
پر زلزلہ لٹ لٹا رہی تھیں اب نمایاں نظر آرہی تھیں اور موت اپنے سیاہ جڑے
مہلے اس کے استقبال کے لیے کھڑی تھی۔ اور یہ سب کچھ صرف چند لمحوں میں ہو رہا تھا۔

”بڑا غائب ہے۔ میں سمجھا نہیں۔“ سفیر کے لیے میں ہکی تھی۔

”وہ غم بٹومے میں رکھی ہوئی تھی۔“ ریڈ اسٹار نے جواب دیا اور سفیر کے
محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے ہم مار دیا ہو۔

”بٹومے میں رکھی ہوئی تھی اور بڑا غائب ہے۔“ سفیر صواب نے کہا۔

ریڈ اسٹار نے انہیں جواب دینے کی بجائے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی
اٹلیا اور تیزی سے نیرنگھانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہیلو ریڈ اسٹار سپیکنگ؟“
”یہں فبرو سپیکنگ، باکس۔“ دوسری طرف سے ملا۔

”فبرو۔“ پاشا کا کوئی پہنچا۔ وہاں کسی نے میری جیب سے بڑا نکالی
اور بٹومے میں غم تھی۔ یہ حرکت شاید کسی جیب کتے سے کی ہے۔ تم فوراً اس کا

علاقے کے کسی بدعاش سے بات کرو اور جتنی رقم پر بھی سودا ہو جائے وہ بڑا
مائل کرو۔ میں داپس ہینڈ گاڑ رہا ہوں مجھے دین رپورٹ کرنا۔“ ایمر

”یہ۔“ ریڈ اسٹار نے تیز لہجے میں اُسے جوابات دیتے ہوئے کہا۔
”بہتر باکس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ریڈ اسٹار نے دسیور کر ڈیل پر

دیا۔
”کیا تم خود ہی ریڈ اسٹار ہو؟“ سفیر نے حیرت سے کہا۔

”ہاں۔“ میں جی ریڈ اسٹار ہوں۔ اور غم کی اہمیت کے ہمیشہ نظر میں نے
سمجھا کہ میں خود ہی اُسے آپ تک پہنچا دوں۔ مگر۔“ ریڈ اسٹار نامور

ہو گیا۔

تھا۔ زمین کے بالکل قریب آتے ہی عمران نے اپنے جسم کو محفوظ انداز میں رکھا۔
پھر اپنے جسم کے نیچے جیسے کوشاں کی طرف جھٹکا دیا۔ اس جھٹکے نے اس کا رخ
اور وہ دو چٹانوں کے درمیان موجود کھائی کی طرف بڑھتا ہوا گیا۔ اور پھر اس کو کھائی
کی ہی میں اترا۔ مگر اسی لمحے اس نے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے اور پھر اس کے
ایکہ نہایت جھٹکا لگا۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک لکے کے لیے کھائی کی طرف ابھڑے
چٹان کی نوک پر جم گئے۔ اسی ایک لمحے میں اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے وہ
بازو اس کے کندھوں سے اکھڑ گئے ہوں۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ پھینک دیئے
اور کسی ناہتم تھا بازی کی کھائی کی مخالف سمت میں موجود چٹان کی طرف بڑھ گیا
عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھائے اور اس بار اس کے دونوں ہاتھ چٹان
سے ٹکرائے ہوئی ایک پتلی کی جڑ پر جم گئے۔ اس کے جسم کو ایک اور زبردوار جھٹکا لگا
جو پھر چلنے کی نسبت کم شہید تھا اس کے ہاتھ دوسرے لمحے پھر آزاد ہوئے اور اس
جھٹکے کی وجہ سے ایک بار پھر تھا بازی کی کھائی کی مخالف سمت میں بڑھ گیا۔ اس بار
کے دونوں ہاتھ ایک اور چٹان کی نوک پر جم گئے۔ اس بار پھر جھٹکا لگا مگر اب اس
شدت نہیں تھی کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتا۔ چنانچہ اس کا جھرننا ہوا جسم
تک کھائی میں لٹکا رہا۔ پھر مسلمان نے اپنے جسم کو کھینچا اور ایک بار پھر اس کا
مخالف سمت میں چٹان کی طرف پکڑا مگر اس بار اس کے دونوں پیر چٹان کے ایک
جیسے پر جم گئے اور عمران دھم سے اس پر بڑھ گیا۔ اس کا پورا جسم بری طرح لوند
موت کے خوف تک پہنچنے سے ٹکرایا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ اس سرنگ کے دوسرے دھانے سے باہر نکلا اب وہ پہاڑ
کی دوسری سمت میں موجود تھا۔ چنانچہ اسے اپنے سر پر پہلی کا پٹر کی گھن گرج سنائی
دی اور اس نے چونک کر اوپر دیکھا تو اسے سیکیٹ سروں کا پہلی کا پٹر پہاڑ کی دوسری
طرف اتر کر نظر آیا اس طرف دھروہ کھائی تھی۔ عسکدان کے لمبوں پر سکراہٹ پھیل
گئی اور پھر وہ تیزی سے چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس طرف بڑھتا چلا گیا۔ دھروہ سرنگ
موجود تھی جو پیچھے شہر کی طرف باقی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سرنگ کے اس

چند لمحوں تک وہ سب سے دھرت اس چٹانی پٹ نام پر پڑا رہا۔ اسے
بھی یقین نہ آیا تھا کہ وہ زندہ بچ گیا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے جسم کی ر
کم ہوتی چلی گئی اور نہایت دور تک پہنچا۔ اس کے ہاتھ پیر کے بائیں کایاں

میں سے رہیں گے کیا جو شہر کے نزدیک تھا۔ مرکز پر پڑتے ہوئے وہ جلد ہی شہر میں داخل ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک خالی ٹیکسی اس کے اشارے پر روک گئی۔
 گرین مارش نے کچھ سیٹ پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا اور ٹیکسی کیسے چمکنے سے آگے بڑھ گئی۔



صحت سے پہلے دز کو جوشن آیا اور وہ چند لمحوں کھولی کر سکتا پڑے رہنے کے بعد اچھل کر بیٹھ گیا۔ کمرے میں پکیال اور جیرالڈ ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور عمران غائب تھا۔

کمرے میں گیس کی بیڑی ابھی تک ٹھوس طور پر تھی۔ دز کو داغ پکڑا ہوا تھا مگر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دیکھ کر ہلکا ہوا۔ ایک دیوار کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دیوار کے ایک حصے پر نذر سے اٹھ مارا۔ اس کے ہاتھ مارتے ہی دیوار کا وہ حصہ کسی الماری کے پٹ کی طرح ایک طرف کھسک گیا اور اس کھلنے سے میں ایک تختہ پر مختلف رنگوں کے پتے موجود تھے۔

دز نے سب سے پہلے رنگ کے ایک پتے کو دبا دیا اور پتے دبتے ہی کمرے میں سانس میں کی آواز گونجنے لگی اور کمرے میں ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے اندھیری آگ بج رہی ہو۔ مگر چند لمحوں بعد فضا بڑھ گئی اور اس کے ساتھ ہی گیس کی بیڑی ختم ہو گئی۔ دز نے تیزی سے پتے کو دوبارہ دبا دیا اور پھر دیوار کا حصہ برابر کر کے وہ ان میزمرہ

کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب تازہ ہوا کی وجہ سے اسے سانس لینے میں آسانی ہو گئی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر جیسے ہی وہ اوپر آیا اس نے وہاں پڑے ہوئے بے ہوش انڈاکو کسم کسا کر اٹھتے دیکھا۔ مگر دز ان سے بے نیاز انتہائی تیزی سے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک کھین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ ایک بہت بڑی مشین تھی جس کے اوپر ایک چھوٹی سی سکین بھی موجود تھی۔ دز نے مشین کا پتہ آن لیا۔ اور مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے ساتھ ہی سکین روشن ہو گئی۔ دز نے ایک اور پتے دبا دیا اور سکین پر لہریں تیزی سے کھینچنے لگیں۔ چند لمحوں بعد دز نے وہ پتے آن لیا اور ایک اور پتے دبا دیے۔ اس کے ساتھ ہی سکین پر ایک منظر واضح ہو گیا۔

یہ پوائنٹ بنر کا بیرونی منظر تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک میل کا پٹر تیزی سے اٹھا اور ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ سکین پر یہی کاپی میں بیٹھا ہوا عمران صاف نظر آ رہا تھا۔ دز نے پہلی کی سی تیزی سے اٹھ بڑھا دیا اور مشین کے نیچے ایک پینٹل کو نذر سے کھینچ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس پینٹل کے کھینچنے سے پتے چٹان کے اوپر دو درجہ تیز تر بن گئے ہوں گے۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے ایک ناب کو گھما کر شروع کر دیا اور مشین کے اوپر لگی ہوئی سکین پر یہی کاپی نظر آ رہی چلا گیا۔ دز نے پہلی کی تیزی سے پینٹل کو دائیں طرف گھمایا اور پھر اس نے دانت جینچ کر پینٹل کے سر سے پر موجود سرخ رنگ کا پتہ دبا دیا۔ یہی پتہ تھا کہ وہ بڑی طرح ہونگہ پڑا۔ کیونکہ اس نے پہلی کاپی پر اس طرح کرنا نہیں سیکھا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے عمران کو پہلے کاپی پر دیکھا ہے دیا ہو۔ اس کا آنکھ ٹٹا لا شعوری طور پر سرخ رنگ کے پتے سے بہت گہرا اور اس کی نظریں سکین پر جم گئیں۔ اس نے عمران کو داخل سے دیکھنے والی گولی کی طرح نیچے گرتے دیکھا۔ دز نے اب سمجھائی اور پھر سکین پر

یہی کا پڑا سب سے بڑا عزم کہ جس میں آگیا۔

عزیز کے جسم کے ساتھ ساتھ تو کس بھی دیا چلا جا رہا تھا اور چند ہی لمحوں کے بعد عزیز کا جسم وہ پر باؤی چٹانوں کے درمیان موجود کھائی میں گر کر اس کی غوروں سے غائب ہو گیا۔

دور نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ اُسے اس کھائی کے متعلق پوری طرح علم تھا۔ وہ ان چٹانوں کو بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ کھائی ہزاروں فٹ گہری تھی اور کسی کو اس میں گر کر زندہ رہنا ناممکن تھا۔

مگر دوسرے اُسے یہ بھی پتا چلا تھا کہ اس نے پہلے کی سی تیزی سے غائب ہو رہا تھا۔ گھمائی تو اس نے پہلے کا پڑا تیزی سے اس کھائی کی طرف جاتے دیکھا۔ اس نے ایک طویل سانس کے بعد یہی کہ وہ باہر اندر دیکھ لی دیا۔ اب تک استعمال نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ پہلے کا پڑا اس کی ریخ سے باہر چلا تھا۔ مسکین پر ابھی تک پہلے کا پڑا نظر آ رہا تھا۔ وہ اس کھائی کے اوپر فضا میں متعلق تھا۔

پہلے کا پڑا چند لمبے فضا میں اڑ رہا تھا اور پھر وہ تیزی سے اس جگہ کی طرف اترتا چلا گیا جس طرف طوفان لگا تھا۔ اور دور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کا مین بند کر دیا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے اُسے اس جگہ جیرالڈ اور جیرالڈ کے ساتھ ساتھ باقی تمام کارکن بھی اس کے گرد کھڑے تھے۔

عزیز ختم ہو گیا۔ "جیرالڈ نے ہماری آواز میں کہا۔
"ہاں۔ مگر جیرالڈ پوائنٹ نظر میں آ گیا ہے۔" دور نے سخت لہجے میں کہا۔

"اگر کسی پہلے کو پتا نہ ہو کہ وہاں ہے تو یہ پوائنٹ پر نہ سکتا ہے۔" اچانک جیرالڈ نے کہا اور دوسرے جگہ سے اس کی طرف مڑا۔

پہلے کا پڑا تو دفعتاً گئی کی ریخ سے باہر ہے۔ اس لیے اب یہ کام تمہیں ہی کرنا پڑے گا۔ اور ویسے بھی اس پہلے کا پڑا تو تم ہی اپنے ساتھ لگا لائے ہو۔
دور نے تلخ لہجے میں کہا۔

اور جیرالڈ سر ہٹا کر تیزی سے چوٹی کی طرف بڑھ گیا۔
"میں یہاں آؤں؟" جیرالڈ نے پوچھا۔

"نہیں مسٹر جیرالڈ! اب یہ سوال ہل چکا ہے۔" دور نے یہی جملہ کہا۔
"ہاں سے بات کرتا ہوں؟" دور نے کہا اور پھر جیرالڈ کو لیے واپس چلے گئے۔
نہیں آگیا۔ اس نے میز پر رکھے جوئے ٹرانسپیر کا جھنڈا آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"بیس جیرالڈ اور۔"
"دور نے کہا اور پھر تمام صورت حال کی تفصیل بتا دی۔ چند لمحے دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔ پھر اس کی آواز ابھری۔

"پوائنٹ خالی نہیں کیا جاسکتا۔ اگر جیرالڈ کامیاب ہو گیا تو خیر۔ دور نے تم

فرق کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد بھی اس پوائنٹ پر سب ضرور ہو جائیں گے۔

دور نے مشین سے چوٹی کی طرف جانے والے جہاز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جیرالڈ فرار نہ کرنا۔ اور۔" اس نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر کس؟" مسٹر جیرالڈ کے متعلق کیا حکم ہے اور۔؟ دور نے پوچھا۔

"اُسے وہیں روکو۔ جب تک خطروں کو حل نہ ہو جائے۔ اور پوائنٹ آف۔"
اس نے کہا اور پھر سسٹم ختم ہو گیا۔

دور نے بڑی تیزی سے ٹرانسپیر کا جھنڈا اُٹھایا اور پھر اٹھ کر وہ اسی دوا کی

طرف بڑھ گیا جہاں وہ ٹیبل والا تختہ موجود تھا۔ چنان کہ وہ حضرت کھسکا کر اس ایک ٹیبل آن کیا اور پھر تختہ برابر کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

”مجھے شک ہے کہ عمران ہلک نہیں ہوا ہوگا۔“ ایاہک جیال نے کہا۔
 ”نہیں مرٹھیکل!۔ اس کی موت یقینی ہے۔ ایسی صورت حال میں اگر تو گیارہ موت کا فرشتہ خود ہلاک ہو جائے گا۔“ دوز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”تم نے فقہ کے آخری جزیع کہا ہے۔ عمران کے مقابلے میں موت کا فرشتہ تو ہلاک ہو سکتا ہے مگر عمران نہیں۔“ میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں۔“ جیال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”آپ خواہ مخواہ اس شخص کے متعلق خوش فہمی میں مبتلا ہیں؟“ دوز نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

”تم مانو نہ مانو۔ مگر ایک روز تمہیں میرے ان الفاظ کی حقیقت خود ہی معلوم ہو جائے گی۔“ جیال نے گندھے اچکلاتے ہوئے کہا۔
 دوز نے پراسا منہ بنانے کے علاوہ اور کوئی جواب نہ دیا۔ اور پھر کمرے میں گھمبیر خاموشی چھا گئی۔



صفدر، جویا اور جہان ٹیبل کی نظریہ زین کی طرف گرتے ہوئے عمران پر

جی ہوتی تھیں۔ ان ٹیبل کو دیکھ کر یہی خوشنہور یا تھا جسے وہ مجلسوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے عمران کا جسم کھائی میں گر کر غائب ہو گیا۔ لہذا پھر جیال کا پٹر جویا کی سسکیوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چپاتے رہ رہی تھیں۔ صفدر اور جہان کا چہرہ بھی لمبدری کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

”اب رونے کا کوئی فائدہ نہیں میں جویا!۔“ آپ کی خواہ مخواہ کی خد نے ایک عظیم انسان کا خاکہ کر دیا ہے۔“ صفدر نے انتہائی سچ لہجے میں جویا سے جواب دیا۔

”نہم۔“ مجھے کیا علم تھا کہ وہ لیا کرے گا۔“ کاش ایسا نہ ہوتا۔“ جویا نے سسکیاں جھرتے ہوئے کہا۔

”ہیں فوراً نیچے جانا چاہیے۔“ جو سکتا ہے کہ اب بھی ہم اسے پہانے میں کامیاب ہو جائیں۔“ ایاہک جہان نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

”نا ممکن۔“ یہ کھائی ہزاروں فٹ گہری ہے۔ اب عمران کا پہنچنا ناممکن ہے۔“ صفدر نے دانتوں سے جوش کھاتے ہوئے کہا۔ مگر ناشوری طور پر اس نے اپنی کا پٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ ایک بار وہ اپنی کا پٹر کو زمین اس کھائی کے اوپر سے گیا۔ اس کی نظریہ نے کھائی پر تھی ہوتی تھیں مگر نیچے گھپ اندھیرا تھا۔ وہ اپنی کا پٹر کو اگلے سے گیا اور پھر ایک پٹر کاٹ کر دوبارہ کھائی کی طرف آیا۔ اس بار وہ اپنی کا پٹر کو آگے لے کر تھکا سٹن کر رہا تھا۔ مگر کوئی مناسب نگہ نظر نہ آئی۔ چنانچہ اس نے ایک اور پٹر لگایا اور پھر اسے ایک فانی بگول جی گئی۔ پٹا پٹا اس نے فانی کا پٹر دہل اتار دیا۔

ایک جویا بھی اپنے آپ کو سنبھال چکی تھی اس لیے وہ اپنی کا پٹر اترتے ہی وہ ٹیبل پہن کی تیزی سے باہر آتے۔ سامنے جیال کھائی موجود تھی جو عمران کے

جسم کو نکل گئی تھی۔ دو کھائی کے کنارے ہاں جس سے حرکت کھڑے ہو گئے جیسے پتھر کی قبر پر آئے ہوں۔

”جوان! — پہلی کا پیر سے رسی نکلو۔ میں اپنے جاذب کا — شاید کچھ معلوم ہوتے۔“ چند لمحوں کی تاخیر کے بعد صفدر نے چربان سے مخاطب ہو کر کہا اور چربان ایک جھٹکے سے مڑا۔ اور پھر اس نے چربی کا پیر کے اندر سے ناکھون کی طرح ہوتی رسی کو ایک کھائی بڑا کچھا نکالا۔ یہ رسی کم از کم ایک ہزار فٹ لمبی تھی۔

صفدر نے رسی کا ایک سرا ایک چربان کے گرد مشہوٹ سے لپیٹا اور دوسرا سرا اپنی کمر کے گرد باندھ کر وہ رسی کو پیر سے کھائی میں اتارتا چلا گیا۔ جویا اور چربان کھائی کے کنارے پر جھکے آئے نیچے جاتا دیکھ رہے تھے۔

صفدر چربان کے پاس سے ہوتے معلوم کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اترتا چلا گیا اور پھر جب اس کی رسی کی لمبائی ختم ہوئی تو ابھی کھائی کی گہرائی آٹے نظر نہیں آ رہی تھی۔ اندر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس لیے وہ زیادہ دور تک دیکھ نہ سکا تھا مگر اس کے باوجود اس نے آنکھیں مچھاڑ مچھاڑ کر سینے دیکھنا شروع کر دیا۔ مگر بے سود۔ ہر چیز اپنی جگہ ساکت تھی۔ صفدر کا دل ڈوب رہا تھا۔ حران کی موت کا یقین تو اسے پہلے ہی ہو چکا تھا مگر اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ اس کی کھائی میں گرنے کے بعد کسی کا پنج لکھنا ناممکن تھا۔ اچانک اس نے حران کو آواز دی۔

”غصہ نہ کر۔“ صفدر نے پوری قوت سے چیخ کر کہا اور وہاں کی آواز کی بازگشت کوئی لمحوں تک کھائی میں گر گئی رہی مگر بے سود۔ اُسے سوائے اپنی آواز کے اور کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اس نے ایک بار پھر آواز دینے کے لیے منہ کھولا۔ یہ مٹا کر اچانک اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا۔ کھائی کے اوپر گولی ملنے کی آواز سنائی

دی تھی۔ اور اس کے بعد ایک کان مچھاڑ دھمکا ہوا۔ اور صفدر چند لمحوں کے بعد جس سے حرکت اپنی جگہ لٹکا رہا مگر پھر اس نے رسی کے سہارے تیزی سے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور پھر ابھی اس نے اوجھلاستہ طے کیا تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں ایک دلی بلا دینے والی چیخ سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک انسانی جسم ہوا میں اڑا ہوا اس کی طرف آؤ کھائی دیا۔ لاشوری طور پر صفدر نے ایک لمحوں سے اسے سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ وہ اس کے ہاتھ کی پینچ سے دوڑتا تھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ جسم گہرائی میں گر کر غائب ہو گیا۔ البتہ اس کی دردناک چیخ کی بازگشت کھائی میں ایک سناٹا دیتی رہی۔ پھر کھائی میں ایک غیر فطری سی خاموشی چھا گئی۔

صفدر کا دماغ چند لمحوں کے لیے سس ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کھائی کے اوپر سے آئے چربان کی آواز سنائی دی۔ وہ آئے آواز دے رہا تھا۔ اور صفدر نے تیزی سے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ اب تک اس کے ذہن میں یہی ندرت تھا کہ اگر نئے والا کہیں چربان نہ ہو۔ مگر چربان کی آواز سن کر اس کی تمام حسیات جاگ پڑیں اور چہرہ تیزی سے کھائی کے منہ پر آ گیا۔

”صفدر! — جویا شدید زخمی ہو گئی ہے۔“ چربان نے اس کے اوپر آتے ہی اس سے مخاطب ہونے لگا۔

صفدر نے دیکھ تو جویا ایک چربان کے قریب لیٹی ہوئی تھی اور اس کے بازو سے حران بہہ رہا تھا۔ جبکہ پہلی کا پیر کے پیر سے فضا میں پھرتے ہوئے تھے۔ یہ ہوا کیسے؟ اور گرے والے کون تھا؟ صفدر نے جویا کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ ہم دونوں کھائی میں جھاٹک رہے تھے کہ اچانک جویا

اسی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور گولی جرنیا کے بازو کو پھرتی چلی گئی۔ جرنیا کا کھاکر نیچے گری۔ میں خود ایک پٹان کی آڑ میں ہو گیا اور دوسرے لمحے ایک نوجوان اچھل کر ایک پٹان کے پیچھے سے نکلا اور اس نے ہیلی کاپٹر پر بم مار دیا۔ ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے اڑ گیا۔ ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے سے میرے ذہن کو شدید جھٹکا لگا اور میں نے سب اشیاء میں بالائے طاقت رکھ کر نوجوان پر چھلانگ لگا دی۔ مگر وہ نوجوان بے حد پھرتا اور بہت تھا۔ ہم دونوں راتے لڑتے اس کھائی کے کنارے سر آگئے اور اس نے مجھے کھائی میں گرانا چاہا۔ مگر میں آخری لمحے پیرا واؤ چلا گیا اور حملہ آور کھائی میں گرنا چلا گیا۔ جرنیا نے پورے تفتیشی بنا دی۔

صفدر نے ایک طویل سانس لی۔

جوانیا وہ خون نکل جانے سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ چنانچہ صفدر نے جیب سے دو مال نکال کر اس کے بازو پر باندھا اور پھر اسے کندھے پر اٹھا لیا۔ "آؤ جرنان جلدی کرو۔" میں جلد از جلد وائش منزل پہنچا ہے ورنہ جوانیا کی حالت بگڑ سکتی ہے۔" صفدر نے کہا۔

مگر عمران نے وہ بے لمحے میں کہا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا۔ تم نے حملہ آور کی طرح کی بارگشت نہیں سنی تھی؟ یہ کھائی ہزاروں فٹ گہری ہے اور عمران اب ایک افسانے سے زیادہ کچھ نہیں رہا۔" صفدر نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا اور پھر جویا کو کندھے پر اٹھائے وہ دونوں تیزی سے پٹانوں کو چھلانگ لگے۔ ان کی حالت سے یوں شکوک ہو رہا تھا جیسے وہ اپنا سب کچھ ناکر واپس جا رہے ہوں۔

عمران راکھڑے تھروں سے باہر میں داخل ہوا۔ اس چھلانگ نے اس کے جسم کے نرم کس بن نکال دیتے تھے۔ اس کے بازوؤں میں شدید درد تھا۔ وہ پار کے شمالی حصے کی طرف بڑھا اور پھر جیسے ہی اس نے راہداری کی طرف مڑنے کی کوشش کی۔ ایک خوفناک شکل والے نوجوان نے اس کا راستہ روک لیا۔

"یہ راستہ پرائیویٹ ہے۔ راستہ روکنے والے کے کرخت پی پی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"قبلا رہے۔" عمران نے ٹراسا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔" نوجوان نے گرم ہو کر کچھ کہنا یا اپنا کر عمران نے اس کی بات کانٹے ہوئے کہا۔

"سنو۔" حیرم کے کہو کہ پرسن زبرد آ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میرے استقبال کے لیے خود دوڑا آئے گا۔" عمران کے بچے میں متکین نمایاں تھی۔

"اوہ تم باس سے ملنا چاہتے ہو۔" آؤ میرے ساتھ۔" نوجوان کا لبو یکدم بدل گیا اور پھر وہ تیزی سے راہداری میں مڑ گیا۔ عمران اس کے پیچھے چھپے چلی رہا تھا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازے پر پہنچ کر وہ رگ گیا۔ اس نے دروازے پر غصہ کیا انداز میں دستک دی۔

"آہا ہا۔" اندر سے ایک جاری آواز سنائی دی اور نوجوان عمران کو وہیں کھینکے

آئے والی آواز سنارہ۔

”نہیں۔۔۔ ابھی معلوم نہیں ہو سکا، بہر حال میرے آدمی نکاش کر رہے ہیں، مجھے یقین ہے کہ دو تین گھنٹوں کے اندر کام ہو جائے گا۔۔۔ اس بار جرم کا لہجہ قدر سے نرم تھا۔ پھر دوسری طرف سے کوئی بات سنکر اس نے ایک جھٹکے سے کروڑ لہا دیا اور، نمبر ڈال کر، شروع کر دیئے، جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔“

”شوخی!۔۔۔ روم نمبر مشرقی صاف کراؤ اور ایک آپ بکس والی پہنچا دو۔“

جرم نے سخت الجھے میں کہا اور پھر اس نے رسیور دکھ دیا۔

”ابھی انتظام ہو جاتا ہے۔“ جرم نے رسیور کڑیل پر ڈالنے ہوئے کہا۔

عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

”جلیب عجیب لوگ کس دنیا میں بستے ہیں پرنس۔“ اپنا ٹیک جرم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جوں۔“ عمران نے آنکھیں کھولنے لہجہ بگڑا بھرتے ہوئے کہا۔

”ایک آدمی صرف اپنے گمشدہ بھوسے کی ہڈی کے پٹے دو لاکھ روپے دینے پر تیار ہے۔“ جرم نے سکراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ جیسے وہ اسی آدمی کی عاقبت پر دل ہی دل میں ہنسی رہا ہو۔

”ہوسکتا ہے کہ اس کے بھوسے میں دو لاکھ روپے سے زیادہ رقم ہو۔“ عمران نے اسی انداز سے جواب دیتے ہوئے کہا، اس کی آنکھیں بازو بند تھیں۔

”یہ تو حیرت انگیز بات ہے۔“ اسی آدمی کے کہنے کے مطابق بھوسے میں صرف دس ہزار روپے تھے۔ اسی کے کہنے کے مطابق بڑا بڑا ہونے پر وہ دس ہزار بھی لینے کو تیار نہیں۔“ جرم نے کہا۔

کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ عمر عمران جیلا کہاں رکتا تھا وہ بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔

”میں نے تم سے کہا تھا۔“ فوجران نے اُسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

”کیا بات ہے۔“ کون ہو تم۔“ ہیز کے چپے بیٹھے ہوئے فوجران نے تیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پرنس زبرد۔“ عمران نے اطمینان سے جواب دیا اور پھر ایک کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

”اوہ!۔۔۔ پرنس زبرد تم۔“ جرم نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا، عمران کو نے آئے والا فوجران بھی اپنے پس کا فقرہ سنکر چونک پڑا۔

”تم جاؤ مارٹن۔“ جرم نے مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا اور مارٹن تیزی سے مرا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”پرنس!۔۔۔ تم بے مدد تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔“ جرم نے عداوتیانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں واقعی۔“ تم الیک رو کو میک آپ کا سامان اور ایک فٹڈوں جیلا اس کسی تہنہ خانے میں پہنچا دو اور مجھے بھی وہاں کا راستہ بتا دو۔“ عمران نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

”بہتر۔“ میں بھی انتظام کرتا ہوں۔“ جرم نے کہا اور پھر اس کا ہاتھ رسیور کی طرف بڑھا مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ جرم نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایس جرم سپیکنگ۔“ جرم نے گرجدار لہجے میں کہا، چند لمحے دوسری طرف سے

”اوہ! — پھر تو اس بڑے میں کوئی خاص چیز ہوگی۔“ عمران نے پہلی بار دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ اور اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔

”ہاں! — معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے۔“ جبرم نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا، ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بجے گی۔ جبرم نے ریسیور اٹھایا۔

”جبرم سہیلیک! — جبرم نے گرجا بولے ہیں کہا

”ہاں! — اس بڑے کے متعلق اطلاع دینی ہے۔ بڑہ کھانے والا جب کڑا لگ گیا ہے مگر وہ شدید زخمی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق وہ بڑہ کھانے کے بعد اپنے فلیٹ میں مل گیا۔ بڑہ جن نوٹوں کے علاوہ ایک فلم بھی مٹی جو بلاسک کی ایک تیلی میں بند تھی۔ چنانچہ وہ اسے لیکر اپنے باسک کے پاس پہنچانے کے لیے نکلا۔ راستے میں شدید جھڑک میں وہ چلتے چلنے کے لیے رک گیا۔ وہاں اس نے اپنے ایک ساتھی کو اپنی اسی واروٹ کے متعلق بتایا اور فلم بھی بڑہ سے نکال کر دکھائی۔ پاسے چلنے کے بعد جب وہ ہوٹل سے باہر نکلا تو ایک سنسلاں راستہ پر ایک غیر ملکی نوجوان نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے شدید زخمی کر کے بڑہ اس سے چھین لیا۔ غیر ملکی نوجوان نے بڑے میں سے صحت و نام نہان لٹی اور جڑہ وہیں چھینک کر بھاگ گیا۔ اس نے فلم کو لاکھ تک نہیں لگایا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ! — یہ تو بہت برا ہوا۔ ہماری آسامی شاخ اس فلم کے لیے دو لاکھ روپے ویسٹ پر تیار تھی۔ بہر حال وہ بڑہ مجرم کے پتہ نہ پاوا۔“ جبرم نے ٹکڑاؤ نہایت بیچے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ فلم کا نام سنکر عمران بھی چونک پڑا تھا۔

”تمہیں فلم؟“ عمران نے تیز سہیلیجے میں پوچھا۔ اور جبرم نے مسبات جواب دی۔

”اوہ! —“ عمران نے یکدم کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی ساری جھکن جیسے ایک

میں کا وہ ہو گئی تھی۔

”کیا آپ اس فلم کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟“ جبرم نے عمران سے پوچھا۔

”وہ جیب کٹر کہاں رہتا ہے۔ مجھے تو اس کے پاس سے ملو۔“ عمران نے تیز سہیلیجے میں کہا۔

”مجھے تو نہیں معلوم۔ بہر حال میں پتہ چل جاتا ہے۔“ جبرم نے حیرت جبرے لیے میں کہا اور تیزی سے ریسیور اٹھا کر فیسٹر ڈائل کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے مخاطب کو کوئی روایت کی اور جبرم ریسیور رکھ دیا۔

”وہ آدمی جس نے اسی جیب کٹر سے کٹاؤں کیا ہے ابھی یہاں پہنچ جاتا ہے۔“ جبرم نے کہا۔

”میک آپ جسکس اور کپڑے یہیں لگواؤ۔“ میں اس دوران اپنا ملیر تبدیل کر دی۔“ عمران نے جبرم سے کہا اور جبرم نے سر ہٹا کر میز کے کنارے پر موجود ٹیبل دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھل اور مارٹن اندر داخل ہوا۔

”شوگر سے کبڑو میک آپ جسکس اور خنڈی جیسا ایک باسی جو پرنس کے جسم پر فٹ آجائے۔“ تو یہاں پہنچا دے۔“ جبرم نے مارٹن سے کہا۔ اور مارٹن سر ہٹاتا ہوا باہر چلا گیا۔

”کیا اس فلم کی کوئی خاص اہمیت ہے؟“ جبرم نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اگر یہ وہی فلم ہے تو پھر یوں سمجھ لو کہ ہمارے ملک کا مستقبل اس فلم میں بند ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ! —“ جبرم نے کہا اور اس کے چہرے پر غیب سے آثارات چھلنے چل گئے۔

ہے تھے۔ چیت نے پوچھا۔

ہاں!۔ ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ریڈ اسٹار اپنے سفارتخانے جا رہا تھا کہ پاشا کا کوئی میں ایک بھینسا اس کی کار کے پیچھے آگئی۔ عادیہ تو نہیں برا بھلا کرتی پاشا کی منور ہوئی۔ مائٹی نے جواب دیا۔

تجسس کتنی بار کہا ہے کہ میں بے مد مصروف ہوں اس لیے فضولیات مائٹی!۔ تمہیں کتنی کی کر دو۔ ہنس نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

سوری ہنس!۔ جبریل ریڈ اسٹار سفارتخانے گیا مگر فوراً ہی وہاں سے واپس آگیا۔ اب اس کا رپورٹ پر ہے شہر کے جب کتوں کو پاگوں کی طرح ٹھوٹا چر رہا ہے اور انہوں نے اس سٹے میں یہاں کے مشہور مجرم جیرم کی مذاہات حاصل کی ہیں۔ مائٹی نے جب عادیہ تعذیل بتاتے ہوئے کہا۔

مجرم کیوں؟ چیت نے اچھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

یہی معلوم ہوا ہے کہ ریڈ اسٹار کا بیڑہ اس حادثے کے دوران نکال لیا گیا ہے اور غیر موثر ہو کر باقی رہا ہے۔ اس سٹے میں انہوں نے جیرم کو دو لاکھ روپے کی آفر کی ہے۔ مائٹی نے جواب دیا۔

ریڈ اسٹار جو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور دو لاکھ کی آفر۔ کچھ بات سمجھ میں نہیں آتی؟ ہاں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے اثرات نمایاں تھے۔

اسی بات پر میں چڑکا تھا ہاں۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ اس جڑے میں کوئی غم مختی جسے وہ اپنے سفارت خانے پہنچانے جا رہا تھا۔ مارٹن نے کہا اور ہنس اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔ غم۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔؟ بادی تعذیل تباہ۔ ہاں کے لہجے میں

پلوٹے کمرے میں چلی ہوئی وسیع دھڑلانی میز کے پیچھے ایک ادھیر عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ میز کی سطح پر مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں کے لاقعداؤں میں چیلے ہوئے تھے۔ ان گنت مقایسے میز کی بہت بڑے پوڈجکٹ کا آپریشن کنٹرول ہو۔ ادھیر عمر کے چہرے پر چینی ہوئی ہے شہر تئیں اس بات کا واضح ثبوت تئیں کہ اس نے اپنی زندگی میں بے شمار شیب و فرزند دیکھے ہیں۔ اس کے مقابل کی درواز پر ایک کافی بڑی اور بڑی سکریں موجود تھیں اور سکریں کے اوپر ایک ایکریڈ فون فٹ تھا۔ ادھیر عمر شخص نے میز پر موجود لاقعداؤں میں سے ایک چن دیا تو سکریں روشن ہو گئی اور اس میں ایک نوجوان کا چہرہ ابھرا۔

اولڈ فاکس سیکنگ۔ فربہری! بیزنس کے متعلق کوئی رپورٹ۔؟ ادھیر نے سخت لہجے میں کہا۔

میں ہاں!۔ بیزنس کا غلط میڈیکارڈ رپورٹیں بکلی ہیں۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

اوکے۔ میسج تو ختم ہوا۔ چیت نے کہا اور مٹا کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس نے ایک اور مٹا کر دیا تو ایک اور چہرہ سکریں پر نمودار ہو گیا۔

مائٹی!۔ ریڈ اسٹار کی کیا سرگرمیاں ہیں۔؟ وہ بھی بیزنس میں دلچسپی لے

گھبراہٹ نکلیاں تھیں۔

پگیا ہے کہ کہیں بند کر دے مینیجمنٹ والی غلط جہلی نہ ہو۔ اور۔۔۔ اولڈ ٹاکس نے کہا۔

”اورہ!۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو میں خود ہی دیر بعد نہیں کالی کروں گا۔ اور

ایڈل آل۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آئی بند ہو گئی۔

اولڈ ٹاکس نے ایک طرف سانس لیتے ہوئے مین آف کر دیا۔ وہ چند لمحے

بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک اور مین دایا تو سرکین پر درز کا چہرہ نمایاں ہو گیا

”ہاں سپیکنگ اور۔۔۔ اولڈ ٹاکس نے سخت ہلچے میں کہا۔

”نہیں ہاں۔۔۔ وزر سپیکنگ اور۔۔۔ دوسری طرف سے درز کا کوارسائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے اور۔۔۔؟ اولڈ ٹاکس نے پوچھا۔

”ہاں!۔۔۔ جیرالڈ نے پہلی کا پٹر تباہ کر دیا ہے۔۔۔ مگر کسے اس کھائی میں

چھبک دیا گیا ہے جس میں عمران گرا تھا۔ اور۔۔۔ وزر نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی پرائٹ کو خطرہ پد سورا ہے اور۔۔۔ ہاں

نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”ممبر محترم آج ہے پس۔ اور۔۔۔ وزر نے جواب دیا

”جیکال کہاں ہے اور۔۔۔؟ ہاں نے چند لمحوں کے توقف کے بعد پوچھا۔

”پرائٹ پر موجود ہے پس۔۔۔ تب خانے میں آگم کر رہا ہے اور۔۔۔ وزر

نے جواب دیا۔

”اے وہیں رکنا۔۔۔ بیرون ملکوں ہو چکی ہے۔ اصل شاہد ریڈیٹار کے

ہاں پہنچ چکی ہے۔ جسٹس ان ریج کہہ رہا تھا اور۔۔۔ ہاں نے کہا۔

”اورہ!۔۔۔ مگر کیسے ہاں۔۔۔ آپ نے تو اسے چک کر دیا تھا اور۔۔۔ وزر

نے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

”ہاں!۔۔۔ میں نے سفارت خانے کے ایک آدمی کو کھٹ کیا ہے۔ وہ میرا آؤ

ہے۔ اس نے سفر کے کرے میں ڈانٹا فون لگایا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نلک کا کچا

ہے۔۔۔ مائٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور نلک۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟ الیا نامکس ہے۔۔۔ ہاں کا چہرہ کچ

نہریک ہو گیا۔

”میں سمجھا نہیں ہاں۔۔۔ مائٹی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”مائٹی!۔۔۔ تم تو ذرا جرم سے کھٹ کرو اور اس خبر سے کسے بے دماغ رہو

کی آؤ کرو۔۔۔ اور اپنے طور پر بھی اس خبر سے کسے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

برقیہ پر۔۔۔ اپنے سیکشن کے تمام لوگوں کو احیاء میں لے آؤ۔۔۔ ہاں نے

اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اد کے ہاں۔۔۔ مائٹی نے جواب دیا اور ہاں نے مین آف کر دیا۔

”کوئی مسٹر ان عجیب کہہ رہا تھا۔۔۔؟ جو نلک پہنچے حاصل کیے وہ جھلسی

تھی۔۔۔؟ ہاں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ایک

سرخ رنگ کا ٹخن دبا دیا۔

”میں دیتے ہی مائیک سے ایسا آواز نہی تھیں جیسے دو درندے آپس میں لڑا رہے

ہوں۔۔۔ چند لمحوں بعد ان پر ایک عوامی سوانح آواز چھٹی چلی گئی۔

”بیرون ملک سپیکنگ اور۔۔۔

اولڈ ٹاکس فرام دس ایڈل اور۔۔۔ ہاں نے تدریس موزانہ لہجے میں کہا۔

”میں رپورٹ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بیرون ملک کو چیک کیا جاتے۔۔۔ یہاں کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھے شک

ہاں! — چاک تریکا تھا مگر حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ وہ مشکوک ہو گیا ہے۔
 بہادر گارڈز سے رپورٹ آنے کے بعد بیچ علم ہو گا۔ تم میری دوسری کال
 کالنگ جیکال کو دہیں روکے رکھنا۔ اور۔۔۔ ہاس نے کہا۔
 اور۔۔۔ ہاس اور۔۔۔ ورنے سرٹا تے ہوئے کہا۔
 اور اینڈال۔۔۔ ہاس نے فون آن کرتے ہوئے کہا اور عین اُسی لمحے
 سکریں ٹایم ہرگز ایک بار پھر روشن ہو گئی۔
 سکریں پر مانتھی کا چہرہ ابھرا آیا۔ ہوش سے اس کی آنکھیں کچھ رہی تھیں۔
 ہاس! — مانتھی سپیکنگ! — مانتھی کی آواز کمرے میں گونجی اٹھی۔
 میں مانتھی — کیا رپورٹ ہے اور۔۔۔؟ اولڈ ٹاکس نے پوچھا۔
 ہاس! — اس جیب کتر سے کپتہ چل گیا ہے مگر فلم نہیں ٹل سکی کسی نے
 اُسے زخمی کر کے بیوہ چھین لیا ہے اور فلم بحال کر بیوہ پھینک گیا ہے اور۔۔۔ مانتھی
 نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
 کیا وہ جہرم کو آدمی تھا اور۔۔۔؟ ہاس نے چونچتے ہوئے کہا۔
 نہیں ہاس! — جہرم کو کبھی اس کے آدمی نے ناک کی اعلا ج دی ہے۔
 اور نہ ہی وہ ریڈ اسٹار کا آدمی ہے اس کے شفق میں بھی شقیں کر چکا ہوں اور۔۔۔
 مانتھی نے جواب دیا۔
 فورمیر آفروہ کون تھا اور اُسے اس فلم سے کیا دلچسپی تھی اور۔۔۔؟ ہاس
 نے الجھے ہوئے پچھے میں کہا۔
 میسٹر سیکشن کے آدمی اُسے تلاش کر رہے ہیں ہاس! — مجھے امید ہے
 کہ ہم جلد ہی اُسے پالیں گے اور۔۔۔ مانتھی نے جواب دیا۔
 اور۔۔۔ اُسے ہر قیمت پر تلاش کرو۔۔۔ ہیں وہ فلم پا پیئے۔ اس کے

بہادر آدمی آواز سنائی دی۔
 "بہادر گارڈز کا ٹک اولڈ ٹاکس اور۔۔۔"
 اور اولڈ ٹاکس نے پھرتی سے ایک بٹن دبا کر کہا
 "میں اولڈ ٹاکس سپیکنگ اور۔۔۔"
 "اولڈ ٹاکس! — فلم جھٹی ہے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کونگیا اور اولڈ ٹاکس
 کو ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے بدن کا تمام خون خچر دگیا ہو۔ مگر جلد
 ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
 "مجھے پہنچے ہی ٹھک پڑ گیا تھا۔ بہر حال میرے آدمی اصل بیوہ فلم کے پیچھے
 لگے ہوئے ہیں۔ جلد ہی اُسے مہیا کر لیا جائے گا۔ اور۔۔۔ اولڈ ٹاکس ریزنیز
 نیچے میں رونے لگا گیا۔
 "اولڈ ٹاکس! — تہہ دار ریڈ ریڈ گارڈز میں ابھی تک بہت اچھا ہے۔ مگر اس

واقف نے قہقہہ پڑھ کر خراب کر دیا ہے اس لیے اس سے قبل کہ بیڈ کر لڑ کر کسی اور تیبہ بکس پانچنے۔ اصل بیرونیم بیڈ کر لڑ کر ہمایا جو بانی پانیٹہ اور — بھاری آواز میں کہا گیا۔ لہجہ بے حد متعجب اور سخت تھا۔

ایسا ہی ہوگا۔ آپ نے بدکردارین اور — اور لڈا کس نے جواب دیا۔

اور اینڈ آل — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ٹاءوشی چھا گئی۔

اولڈ فاکس نے بڑے دھیلے انداز میں ٹیٹن آت کر دیا۔



ریڈ اسٹار کی آنکھیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ وہ چھوٹے سے کمرے میں یوں تیزی سے ٹھہل رہا تھا جیسے ہوکا شیر کسی بچے میں بند ہو۔ وہ بار بار اپنے دونوں ہاتھوں کی مسٹیاں کھولتے اور بند کرتا۔ ہونٹوں کو دانتوں سے کٹاتا۔ لمحہ لمحہ اس کی حالت خراب ہوتی چلی جارہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے چند لمحوں بعد وہ اپنا دائمی توازن کھو بیٹھے گا۔ چہرہ اس نے ایک جھٹکے سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا میسورہ اٹھایا اور تیزی سے قبر خواں کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے کسی نے میسورہ اٹھایا۔

میں جرم سپیکنگ — دوسری طرف سے ایک گرجدار ٹول سائیڈ کی۔

ریڈ اسٹار — بٹوسے کے متعلق کیا رپورٹ ہے؟ — ریڈ اسٹار نے

انتہائی جھنجھلاہٹ سے جوئے پیسے میں جواب دیا۔

ابھی کچھ معدوم نہیں ہو سکا — میرے آدمی خوش کر رہے ہیں — مجھے یقین ہے کہ دو مین گھنٹوں کے اندر کام ہو جائے گا — اس بار دوسری طرف سے ہوبو تدر سے نرم تھا۔

دیکھو جرم — جتنی جلدی ممکن ہو سکے بڑے تلاش کرو۔ اب میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ سمجھو — ریڈ اسٹار نے ٹاکا کی کی خبر سن کر اور زیادہ جھنجھلا کر کہا اور پھر وہ نے ایک جھٹکے سے ریسیور کر ڈیل پر چبک دیا۔

ریڈ اسٹار کی آنکھوں میں آنکھیں کے شدید تاثرات نمایاں ہو گئے۔ دوسرے نے وہ چوک پڑا۔ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی تھی۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈبے پر موجود سرخ رنگ کا ٹیٹن دبا دیا اور دوسرے شے کمرے میں ایک بھاری آواز گونج اٹھی۔

بزنسری سپیکنگ فرام دس اینڈ اور —

میں ریڈ اسٹار سپیکنگ اور — ریڈ اسٹار کے چہرے پر حقیر کے آثار نمایاں تھے۔ لیڈ کر بزنسری کا سیکشن موجودہ مشن سے بیک کرتا۔ اس کا مشن صرف ملک کی سیاست کے متعلق پروٹیس جیسا کہ تھیں اور اس کے سیکشن کی پلٹ میں ایک پروگرام کے تحت کو میں بیڈ کر لڑ پٹش ہائی تھیں۔ اس لیے بزنسری کو براہ راست کلکٹ کرنے کی ضرورت کم رہی پڑتی تھی۔

ہاں! — میرے سیکشن کے ایک آدمی کو ایک جبب کترے سے ایک فلم ملی ہے جو اسٹاک کی ایک میسج میں بند تھی اور جبب کترے کے بیان کے مطابق اس نے پاشا کاونی کے قریب وہ بڑا اسٹاک ہے اس کے بیان کردہ طریقے کے مطابق وہ آپ ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ حفاظت انعام کے طور پر میرے آدمی نے وہ فلم اس جبب کترے

اپنے ایک ساتھی کو دو غمزدگانی اور مہاجر باجرگلی میں ریڈ اسٹار کے ایک آدمی نے وہ فلم اس نے زبردستی چھین لی اور وہ فلم نے کرکٹ تین کالونی کی کوئٹی فیس ۱۴ میں چھ گیا۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔ جہاں سے سیکشن زیر و فونی کا آدمی ریڈ اسٹار کے اس آدمی کا کتاب کر رہا تھا۔ اس نے بتایا ہے۔ — ماسٹی نے قذیفیل پتا تے ہوئے کہا۔

ہوئے کہا۔
 - ویرین گند۔ تم ہیں کہ در کسکیشن تو کے دی آوی نوری طور پر اس کو مٹی پر
 قیادت کرو اور خود بھی وہیں پہنچ جاؤ۔ میں خود ہیں آراہنوں۔ اس کے لیے
 آئندہ ہرگز کام نہ آئے گے۔^۶ اولڈ ٹاکس نے سرت بھرے بیٹے کی جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

ہوئے کہا۔ "مگر بس!۔ آپ کو آنے کی کیا ضرورت ہے۔؟ ہمیں حکم دیجئے ہم غلام حاصل کر کے آپ کے پاس پہنچا دیں گے۔" ماسٹرنے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ "کو اولاد مانگس نے پہلی بار فیملی میں خود آئے کی بات کی تھی۔"

کی تھی۔
 نہیں ہاتھی!۔ اس آپریشن کو میں خود کنٹرول کروں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ
 کسی سے یہ علم ہو کہ اس کا سامنا کرنا ہے۔“ اور وہ ناکس نے جواب دیا۔

[illegible]

جی مولیٰ کی بات ہے۔ وہاں سے کہیں کہیں۔
 نہیں ہنسی۔ جی میں نے کہا وہاں کہو۔ مزید وقت ضائع مت کرو۔ ایک ایک
 لمحہ قیمتی ہے۔۔۔ اگر غم اس بار بار سے اچھے سے نکل گئی تو بہت برا ہو گا۔
 بہت برا۔ ہم نے پرہیز پر غم حاصل کرنی ہے، برہنیت پر۔۔۔ اولہ ناکس

سے چھپی لی ہے اور اب وہ نظم میرے پاس موجود ہے۔ میں نے فون اس لیے کیا تھا کہ ماسٹرم کرکوں کو کیا واقعی یہ معاملہ آپ سے متعلق ہے یا نہیں۔ اور کیا فزیکل مٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا، اور جب وہ تفصیل بتا رہا تھا تو ریڈیو سٹار کے چہرے سے یوں ماسٹرم ہوا جتنا مجھے وہ ابھی اسی ڈبے کو اسٹار کے چیک ورس کے کیونکہ وہ چاہتا تھا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو، مگر فزیکل نے تفصیل کے پکڑ میں پڑا ہوا تھا اور مجھ پر یہ سختی کہ جب تک وہ اپنی بات ختم کر کے اور نہ کہتا، ریڈیو سٹار بات نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے اُسے مجھ پر خاموش رہنا پڑا۔

فریاد بھرتی :— وہ ظلم اپنے پاس حفاظت سے رکھو۔ میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ اور اینڈ آف :— ریڈ اسٹار نے قیتر لیجے میں کہا اور پھر بنی آف کر کے رالینڈ ختم کر دیا اور پھر جھپٹ کر کر کے سے باہر نکل گیا۔

چند مہوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے مرگئی پر دہشتی ہوئی شہر کے شمالی جانب واقع گھنٹے گاہ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی جہاں غیر مستری لکھا ہوا گڑھ تھا۔



اولڈ فاکیس نے تیزی سے بٹن دبایا تو سامنے دیوار پر موجود سکریں روشن ہو گئیں اور بائیں کا چہرہ سکریں پر نمودار ہو گیا۔

”ہاں!۔۔۔ فلم کا سراغ مل گیا ہے۔۔۔ شازدہ جوہل میں اس جیب کترے نے؟“

نے سخت بلے میں جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹھن آف کر دیا۔ اور دوا پر رگل ہوئی سکریں تادیب ہو گئی۔

اولڈ ٹاکس نے میز پر گئے ہوئے بے شمار بیٹوں میں سے ایک اور ٹھن دیا تو سکریں دوا رہ روکھیں ہو گئی اور اس پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والے نوجوان کا چہرہ اُبھرا آیا۔

”ہنر سکریں! — گھٹان کالونی کو مٹی نمبر ۱۱۲ پر پیل کا پٹرے کر پہنچ جاؤ۔ میں کس بھی وقت کاشن دے کر کوئی بھی دے لے سکتا ہوں — کوڑا فٹم“ ہو گا۔ اولڈ ٹاکس نے سخت اور جھکاؤ لیے میں کہا۔

”میں ہاں! — اور کوئی حکم —“ نوجوان نے بادار بلے میں پرچھا۔
”تمام کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیے — ایمر مٹی مناٹو ہے۔“
اولڈ ٹاکس نے کہا اور پھر اس نے ٹھن آف کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور کمرے سے ملحق ڈرائیگ روم میں گھس چلا گیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس نے سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا اور پیڑ سے پرسر دے لگ کا نقاب تھا۔ پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آیا اور چند لمحوں بعد سیاہ رنگ کی جیکس کو انتہائی تیز رفتاری سے گھٹان کالونی کی طرف بڑھی جی جی وہی تھی۔

دانش منزل کے میڈیگ ہال میں سوائے جویا کے باقی تمام ممبرز موجود تھے۔ اچھو نے جنگی مینا ہوں پر انہیں کال کیا تھا۔

صفہ اور چوڑی نے دانش منزل پر ایک دو کام واقعہ کی رپورٹ کی تھی۔ اور جویا کو فوری طور پر سیکیورٹی سروس کے مفوض مہیال میں بھیج دیا گیا تھا اور پھر اچھو کے حکم پر تمام ممبرز میڈیگ ہال میں اکٹھے ہو گئے تھے اور انہیں اچھو کی طرف سے ہدایات کا انتظار تھا۔ اگر سب کے چہرے بری طرح لگے ہوئے تھے کیونکہ صفہ اور چوڑی نے انہیں عمران کی موت کے بارے میں بتا دیا تھا۔ حتیٰ کہ تنویر کے چہرے پر بھی ادا سی غریبی تھی اور وہ یوں گم سم تھا جیسے اس کی کوئی عزیز نہیں ہے اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہو۔

”تنویر! — تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔“ تبارا سب سے بڑا قریب اس دنیا سے چلا گیا ہے۔“ نعمانی سے نہ رہا گیا تو اس نے انتہائی طنز لے لیے یہی تنویر سے خطاب ہو کر کہا۔

”میں نعمانی! — مجھے محمدان کی اس اچانک موت سے شدید صدمہ پہنچا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اس کی زندگی میں جس اُسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھا تھا۔ مگر اب جبکہ مجھے اس کی موت کا یقین ہو گیا ہے تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے وہ میرا سب سے بڑا دوست ہو۔“ تنویر نے بڑے افسردہ بلے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”یہ اگر عہد کے افسوس ہیں۔ اب بیکر تہیں یقین ہو گیا ہے کہ عمران مر چکا ہے۔ تو تم غلامزادہ ہمدردی حاصل کرنے کی خاطر یہ ٹوٹو مرگ پرچار ہے بر۔“ غلامی تھے جھٹیلے ہوئے بلبے میں جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ توبیر کوئی جواب دینا۔ کہہ دیں موجودہ وزیر مرے سیٹی کچا تیرا آواز اجیری اور وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے۔

”بھو مبرز ایکسٹو سیکنگ۔ ہم اس وقت انتہائی نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ مسلمان کے متعلق تم سب سٹون پکے بول گئے۔ بہر حال یہ بعد کا مسئلہ ہے۔ میں نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ خصوصی ذرائع سے اس کھائی سے عمران کی کاششیں نکالنے کا بندوبست کرے۔“ مگر جس مسئلے کی خاطر آپ لوگوں کو میں نے بلایا ہے وہ بہت زیادہ تیریں ہے۔“ ایک سو کی سپاٹ آواز کہہ رہی تھی گونجے لگی۔

سب لوگ دم بخود بیٹھ گئے تھے مگر ان کے چہروں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ عمران کی موت پر ایک سو کا جذبات سے مداری تیرہ نہیں گزرا گذرا ہے ان کا خیال تھا کہ شاید ایک سو عمران کی موت پر کچھ جذباتی بائیں کرے گا۔ مگر اس کے پیچھے میں وہی سابقہ سرد مہری اور سپاٹ پن تھا۔ جذبات سے قطعی عاری لہجہ جیسے کوئی مشین بول رہی ہو۔ مگر وہ صوبہ نامورش تھے۔ کیونکہ ان میں چاہے وہ کچھ بھی سوچیں۔ زبان پر وہ کسی قسم کی شکایت نہیں لایا سکتے تھے۔

”بلن تو میرے؟۔“ میں جیسی سسٹے کا ذکر کر رہا تھا وہ انتہائی احم سے۔ یوں سمجھئے کہ ہمارے ملک کے مستقبل کا انحصار اس مسئلے پر ہے۔ یہاں کہ آپ کو علم ہے کہ ہماری حکومت اعلیٰ ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے دن رات کوششیں کر رہی ہے تاکہ اس ملک کو ترقی یافتہ اور طاقتور ملکوں کے شانہ بشانہ لایا جاسکے مگر انتہائی بڑی طاقتیں

اپنے اپنے مفادات کی خاطر ایسا نہیں چاہتیں۔ چنانچہ ہماری حکومت نے ایک دست ملک سے اس مسئلے پر امداد کی درخواست کی اور اس دست ملک نے ہمساری پر درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ اعلیٰ ٹیکنالوجی کا اصل نامیولا ہمیں دیا گیا ہے تاکہ فیصلہ کر لیا گیا۔ یہ نامیولا ایک چھوٹی سی نظم میں بند ہے جسے ”غیر علم“ کا نام دیا گیا ہے۔ اور ہمارے دست ملک کا ایک خصوصی نائندہ یہ نظم لے کر ہمارے ملک پہنچ رہا تھا اس سیشن کو بالکل فیملی اور سادہ رکھنے والے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس نائندہ کے حفاظت اور استقبال کے لیے کوئی حرکت نہیں کی جائے گی اور وہ بالکل عام مسافروں کی طرح آئے گا مگر ملک میں موجود غیر مسلم جاسوس چونکہ اس کے پیچھے نہ لگ جائیں۔ مگر ہماری دیکھنی کہ اس خصوصی نائندہ کو جہاں آڈے پر اترتے ہی قتل کر دیا گیا اور وہ نظم غائب ہو گئی۔ اس سلسلے میں ایک غیر مسلم جاسوس جیکل کو گرفتار کر لیا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ کتنی گز وہ نظم نہ ملی۔ چنانچہ اسے سٹریٹ جیل بھیج دیا گیا۔ عمران میں ایک ملازم کے روپ میں جیل پہنچ گیا مگر معلوم کیا جاسکے کہ جیکل نے وہ نظم کہاں چھپائی ہے مگر مسلمان اور جیکل کو گرفتار کر لیا گیا۔ ہماری ٹیم نے اس کا تعاقب کیا اور ان کا ایک آواز ہماری نظروں میں آ گیا۔ ہمیں یقین تھا کہ عمران جب باہر آئے گا تو اس راز کی فہم لے کر آئے گا۔ مگر مددی کر تسمیٰ کو عمران باہر آئے کے بعد حادثاتی طور پر ہلاک ہو گیا اس طرح وہ راز اس کے دل میں ہی رہ گیا اور ہم وہیں پہنچ گئے جہاں سے پلے تھے۔ اس وقت پورٹریٹن یہ ہے کہ وہ نظم غائب ہے۔ ایک اطلاع میں ملی کہ وہ یہاں ہی سفارت خانے کے سیلر کے پاس وہ نظم پہنچ رہی ہے چنانچہ ہم نے اسے حاصل کرنے کے اشتغالات کئے مگر وہ نظم رد سیاسی سفارت خانے پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہو گئی اور ہم ایک باہر چلائی ہوئی مارتے ہوئے تھے۔ اب ہم نے فوری طور پر اس نظم کے حصول کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کرنا ہے۔ ہم یہ نظم فرس جاسوین

کے بستے چڑھنے سے پہلے حاصل کر لینا چاہتے ہیں مگر۔۔۔ اور ٹھہریے!۔۔۔
میں چند لمحوں بعد آپ سے دوبارہ بات کروں گا۔۔۔ اکیسٹونے بولنے پر سنا
ایک لمحہ رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

دو سب پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھتے گئے۔ کیونکہ اکیسٹونے جس مسئلے
کی وضاحت کی تھی وہ واقعی انتہائی اہم تھا۔ اور اس سلسلے میں ابھی تک کوئی ٹیکوئی
مل سکا تھا۔ اے دے کر ایکسٹران امیڈ کی کرن رو گیا تھا مگر وہ کرن بھی صوت کی فہم
نہیں سمجھتی تھی۔

وہ سب خاموش بیٹھے اکیسٹونے کی طرف سے مزید ہدایات کا انتظار کرنے لگے۔



بلیک زیرو کو جب مسند اور چوہان نے عمران کی موت کی خبر سنائی تو ایک
ٹھوکر کے لیے توفے یقین نہ آیا، مگر دوسرے لمحے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی تمام
جسمیں خواب دے گئی ہوں اور وہ کسی خونخوار مہم میں ہے دست و پا بکرو رہ گیا ہو۔
کافی دیر سے اپنے آپ کو سنبھالنے میں لگا گئی اور پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر
تعمینوں پر سر سلطان سے رابطہ قائم کیا اور جب سر سلطان کو اس نے یہ الٹا کہ نہیں
سنائی تو چند لمحے دوسری طرف سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔ بلیک زیرو سر سلطان کا
حالت کو بڑی سمجھ رہا تھا، مگر جھوٹا، موت بہر حال ایک اعلیٰ حقیقت تھی اور اس کے
قرآن لکھ تھا۔ متوتری ویر بہد سر سلطان کی جبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔؟ میرا خیال ہے کہ کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔

جناب!۔۔۔ مسند ایک انتہائی ذرا دار انسان ہے وہ غلط بیانی نہیں کر سکتا۔

عمران صاحب نے اپنا کھانسی کا پٹر سے تھکا ہوا لگا دی اور پھر مسند، جو اب اندر چوہان
کی نظروں کے سامنے ہی وہ ٹانگوں پر ہاتھی والی کھائی میں گرے پڑے گئے۔۔۔ بلیک زیرو
نے جواب دیا۔

مجھے یقین نہیں آتا۔۔۔ عمران اس قدر احمق نہیں ہو سکتا کہ وہ وہ دانت
اپنے آپ کو موت کے منہ میں پھینک دے۔ مسند کوئی نہ کوئی جکڑ ہوگا۔۔۔ بہر حال
میں اس میں کھائی کا سرکاری طور پر جائزہ لینے کے احکامات جاری کرتا ہوں۔۔۔ مجھے
فدا سے یقین ہے کہ عمران کسی نہ کسی طرح ضرور بچ نکلا ہوگا۔۔۔ بہر حال اب اس نظم
کا مسند کی طرح حل کیا جائے۔۔۔؟ وہ ہمارے لیے عمران کی طرح ہی ہے مداح
ہے۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

جناب!۔۔۔ اب لے دے کہ صرف وہی ایک پوائنٹ جاری نظروں کے سامنے
ہے جہاں عمران کو لے جایا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اُسے جیک کیا جائے۔ مثلاً کوئی
کیورل ہلے۔۔۔ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

کچھ بھی کرو۔۔۔ بہر حال میں وہ نظم سربتریت پر چاہتے تھے اس کی اہمیت کا
اندازہ تو ہے ہی۔۔۔ سر سلطان نے اب اس کے جواب دیتے ہوئے کہا۔
میں ہاں جناب!۔۔۔ میں اس کی اہمیت کو بھی طرح سمجھتا ہوں۔۔۔ بلیک زیرو
نے کہا۔

اور کے۔۔۔ پھر اپنی پوری صلاحیتیں اس کی برآمدگی پر صرف کر دو۔ یہ تمہارا
انتہا ہے۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا
بلیک زیرو نے جو عین ہاتھوں سے دیو کر ڈیڈل پر ڈال دیا اور پھر سر کچر کر

بیڑ لگایا۔ اس کی کھد میں بنیوں کو باہر تھاکر آنسو دیکھ کر کسی لاش پر کلام کر رہے؟

ابھی وہ سر پکڑے جیسا تھا کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بلب چمک
سے جلنے لگا۔ بیگ زیرو نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر شیخ انور گلا
دوسرے ٹیبلٹ آواز کرے میں گونج اٹھی۔

”انپارچ نڈان ایسیسی سیکشن سپنایگ اور۔“

”ایکسٹور۔“ اور۔۔۔ بیگ زیرو نے سپاٹ لیجے میں کہا۔ ویسے اس کے بیڑ
میں ایک دھماکا سا جھٹکا تو نڈان ایسیسی سیکشن کے انپارچ نے براہ راست ایکسٹور
سے رابطہ کیوں قائم کیا ہے۔

”سرا۔“ آپ کے لیے ایک اہم اطلاع ہے۔ روسیایہ سفارت خانے
میں موجود ہمارے ایک ایجنٹ نے اطلاع دی ہے کہ سفیر کو ایک ایسی فلم پہنچائی جا
رہی ہے جسے اس نے فوراً اپنے کمرہ روانہ کرنا ہے۔ ہم نے اسی فلم کے حصول
کے لیے کچھ اشتغالات کئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اسی سسٹے میں آپ کو اطلاع دیدی
جائے۔ اور۔۔۔ انپارچ نے جواب دیا۔

”اوہ واقعی یہ ایک اہم اطلاع ہے۔ وہ فلم ڈال کس وقت پہنچانی جاوے
ہے اور۔۔۔ بیگ زیرو کے لیجے میں مسرت کا ٹائٹل اچھڑایا تھا۔

”سرا۔“ زیادہ سے زیادہ پانچ دس منٹ بعد وہ فلم میٹر کے پاس پہنچ
جائے گی۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں۔ ہم یہ فلم برقیات پر عامل کر لیں گے اور عامل
کرتے ہی آپ کے پاس پہنچا دی جائے گی۔ اور۔۔۔ انپارچ نے پرامتھو لیجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“ اب اتنے تھیں عرصہ میں ہم خود کچھ نہیں کر سکتے۔ بہر حال اسکا
بات کو نبھال رکھیے کہ یہ فلم انتہائی اہم ہے اور اسے برقیات پر عامل کرنا ہے۔ جلیجے

کچھ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اور۔۔۔ بیگ زیرو نے جواب دیا۔

”بہتر خباب!۔“ ایسا ہی ہوگا اور۔۔۔ انپارچ نے جواب دیا۔

”میں فلم کا اشتہار کر رہا ہوں۔ اور اینڈ آف۔“ بیگ زیرو نے کہا اور پھر
ٹرانسمیٹر کا فون آف کر دیا۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ شاید یہ وہی فلم ہو۔ مگر یہ فلم روسیایہ سفارت خانے
تک کیسے پہنچ گئی۔ کیونکہ جہاں تک اسے اطلاع تھی کہ اس میں گرین لینڈ والے
ڈیپٹی نے رہے تھے۔ بہر حال کچھ کہا نہیں جاسکتا تھا۔ جو سکتا ہے کہ روسیایہ
ہمیں اس فلم کے حصول کے لیے کام کر رہے ہوں۔

بیگ زیرو جیسا اشتہار کرتا رہا۔
اور پھر پانچ منٹ بعد ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر جلنے لگا اور بیگ زیرو
کادل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ امید وہ ہم کی حالت میں اس نے ٹرانسمیٹر کا
فون آف کر دیا۔

”انپارچ نڈان ایسیسی سیکشن سپنایگ اور۔۔۔ دوسری طرف سے وہی آواز
سنائی دی۔

”ایکسٹور۔“ اور۔۔۔ بیگ زیرو نے حتیٰ الامکان لیجے کو سپاٹ بناتے ہوئے کہا۔

”سرا۔“ وہ فلم روسیایہ سفارت خانے تک نہیں پہنچی۔ جو شخص اسے دیکر
آ رہا تھا۔ راستے میں کسی جیب کترے نے اس کا بیٹو اڑا دیا اور وہ فلم اس بیٹو
میں تھی۔ میرے آدمی اب اس فلم لے آئے والے کا قاتل قہر کر رہے ہیں۔ اور۔۔۔
انپارچ نے جواب دیا۔

”اوہ! وہ آدمی کہاں لگتا ہے۔؟ اس کے متعلق کوئی تغصیلات۔ اور۔۔۔
بیگ زیرو نے چونک کر پوچھا۔

کوئی بڑا حاسہ آدمی تھا۔ وہ کامیں اور باتوں کو راستے میں اس کی کار ایک اور طرح سے مگر اگلی اور پھر جمع نے اُسے گھیر لیا۔ وہیں کسی جیب کتر سے اسی کا بڑا نکال لیا۔ اور ”— اپنا رچ سنے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال اس آدمی کے متعلق مکمل معلومات کر کے مجھے اطلاع دو۔ اُسے کسی قیمت پر شائع نہیں کرنا۔ اور ”— بیک زبرد نے ٹھکانہ دینے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ اور ”— اپنا رچ سنے کہا۔
 ”اور اینڈ آل“ — بیک زبرد نے کہا اور پھر ٹرانسپیر کا جلی آف کر دیا۔ ایک سوہم سہی امید پیدا ہوئی تھی مگر وہ بھی ختم ہو گئی۔
 چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے تمام ممبروں کو میٹنگ کال میں اکٹھا کرنے کے متعلق سوچا کہ وہ انہیں روسیاسی اور گرین لیڈ کے سفارت خانوں کے گرد قیادت کر دے، اس طرح شاید کوئی کلید مل جائے۔

چنانچہ اس نے ٹرانسپیر پر باری باری تمام ممبروں کو دانش منڈی مینجے کا حکم دیا اور پھر وہ عمران کے متعلق سوچنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران اگر زندہ ہوتا تو یقیناً اب تک وہ نظم حاصل کر چکا ہوتا۔ بلکہ وہ ابھی تک اندھیرے میں ٹامک ٹوئیں مار رہا ہے۔ اُسے احساس ہو رہا تھا کہ عمران کے بغیر وہ سب بے دست پا ہو کر رہ گئے ہیں۔

پھر جب اُسے اطلاع ملی کہ تمام ممبرز دانش منڈی کے میٹنگ ہال میں پہنچ گئے ہیں تو اس نے ممبروں سے کھل کر بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ وہ سب مل کر اس مسئلے میں کچھ سوچ سکیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ممبر اچھی راستہ دے سکے۔ چنانچہ اس نے ٹرانسپیر پر میٹنگ ہال کی فزیکل سیٹ کی اور پھر اس نے ممبران

سے خطاب شروع کر دیا۔ سامنے سکرین پر میٹنگ ہال کا منظر نظر آ رہا تھا اور وہ انہیں تفصیل سے سب کچھ بتا رہا۔ مگر ابھی اس نے بات ختم نہیں کی تھی کہ ایک ٹرانسپیر کا ایک اور بلب جل اٹھا۔ اس کا مطلب ہے کہ باہر سے کوئی کال آئی ہے۔ اس نے ممبروں کو انتظار کرنے کے لیے کہا اور ٹرانسپیر آن کر دیا۔

”اپنا رچ نامان ایسی سی سیکشن سپیکنگ۔ اور ”— دوسری طرف سے وہی آواز ابھری۔

”ایکسٹو۔ اور ”— ایکسٹو نے جواب دیا۔

”سرا۔ ایک اہم اطلاع ہے۔ وہ بڑا آدمی جو نظم کے کارمندان میں سوار ہو کر تیزی سے گھٹن کا کوئی کی طرف جا رہا ہے۔ میرے ایک ممبر نے اس کی کار میں ٹرانسپیر ٹن کیا ہے۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ وہ نظم کے حصول کے لیے وہاں جا رہا ہے اور اس کی اطلاع کے مطابق وہ نظم اس وقت گھٹن کا کوئی کی کوئی نمبر ۱۴ میں موجود ہے۔ اور ”— اپنا رچ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کار کا نمبر بتاؤ۔ اور ”— بیک زبرد نے پوچھا۔

”آر۔ اے زبرد، زبرد، ایون۔۔۔ سرخ رنگ کی ڈائن ہے اور ”۔

اپنا رچ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں ابھی اسے چیک کرتا ہوں۔ اب میں براہ راست اُسے گھر لوں گا۔ اطلاع کا شکریہ۔ اور اینڈ آل“ — بیک زبرد نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

اور پھر فوراً ہی اس نے میٹنگ ہال سے رابطہ قائم کیا اور تیز لمبے میں کہنے لگا۔

”ممبرز! ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ نظم اس وقت گھٹن کا کوئی کی کوئی ۱۴

میں موجود ہے۔ تم سب فوراً اس کو مٹی کو گھیر لو۔ میں خود تہذیبی راہنمائی کروں گا۔
معاذ اللہ انتہائی سخت ہونا چاہیے۔ اور انڈیا آل۔۔۔ بیک برو نے احکام دیکر
رابطہ ختم کر دیا اور چہرہ تیزی سے میک اپ کرنے لیے ڈریگ رام میں گھست چلا گیا۔



عمران نے انتہائی تیزی سے لباس تبدیل کر کے میک اپ کیا اور پھر اس
سے پہنے کچریم کا طلب کروہ آدمی جس میں جیب کترے کا پتہ بانٹا تھا جس نے پورے
کی جیب سے بڑا ٹکڑا ہٹا۔ وہاں پہنچتا۔ عمران بالکل تیار ہو چکا تھا۔ غلہ کا شکر اس
کے اعصاب یوں جن گئے تھے کہ اب اسے دیکھ کر کوئی غمگسٹ ہی نہیں کر سکتا تھا کہ
یہ وہی عمران ہے جو مٹوڑی دیر پہلے ایک جان لیوا کشمکش سے گذرا ہے۔ وہ بالکل
پُر سکون اور شگفتہ غمگسٹ ہو رہا تھا۔ اس نے میک اپ اس انداز سے کیا تھا جیسے
جہرم کے گروپ کا کوئی عام سامعہ ہو۔

اسی شدہ دروازے پر دستک ہوئی اور پھر ایک فوجی ان اندر داخل ہوا۔ اس کے
ہاتھ میں ایک بڑا ہتھیار تھا۔ اس نے ہر سے ادب سے ہتھ جہرم کے سلسلے میز پر رکھ
دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ جہرم بٹورے کی طرف ہاتھ بڑھا دے عمران نے جھپٹ کر ہتھ
اٹایا اور پھر ہتھ سے کہ اس نے جیسے ہی کھولا۔ وہ یوں چونک کر اٹھ کھڑا ہوا جیسے
کری میں سپرنگ لگی تھے ہوں۔ اس کی آنکھوں میں جھپٹیاں سی گوندنے لگی تھیں۔
”جو جہرم جلدی پٹو۔“ عمران نے تیز جیسے میں جہرم سے کہا اور جہرم بھی اسی

کے لیے سے متاثر ہو کر کھلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران نے جہرم کو
ہوا کرے سے باہر نکل کر بارے بال میں پہنچ گیا۔ جہرم اس کے جیسے جیسے تھا۔
”تہذیبی کارہاں ہے۔“ عمران نے بارے کے من گیت کے قریب پہنچتے ہی
بھی تیز جیسے میں قریب آتے ہوئے جہرم سے پوچھا۔
”کیسے کے بارے میں سفید رنگ کی ٹیٹا۔“ جہرم نے الجھے ہوئے لیے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

آؤ۔ جلدی کرو۔ ہمارا ایک لمحہ قیمتی ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر
وہ دونوں تقریباً جانتے ہوئے بارے کے ایک میں ایک طرف کھڑی سفید عورت کی
طرف بڑھنے لگے۔

”پاپا مجھے دکھاؤ۔“ عمران نے ٹیٹا کے قریب پہنچتے ہی کہا اور جہرم نے ہاتھ
میں پکڑی ہوئی چابیاں اس کی طرف پھینک دیں۔

عمران نے چابیاں چھپیں اور پھر چند لمحوں بعد وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا
تھا۔ اس نے کار کی دوسری سائیڈ کا دروازہ کھولا اور جہرم جیسے ہی اندر گھس
عمران نے ایک جھپٹے سے کار آگے بڑھا دی۔

جہرم کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلنے لگی تھیں کیونکہ عمران کار کو ریش میں
یوں دوڑاتے تھا جیسا کہ وہ درندہ کار دیں میں حصہ لے رہا ہو۔ سٹیئرنگ
اس کے ہاتھ میں لٹو کی طرح ناچ رہا تھا۔ اور کار یوں تیزی سے گھومتی، اچلتی
کودتی آگے بڑھتی جی جی جی کہ جہرم کو اس کے پنج جھپٹے پر حیرت ہو رہی تھی
اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی شخص اس قدر معروف سڑک پر اس انداز کی
ڈرائیونگ کرنے کے بعد ایک میٹ سٹ سے پھرتا تھا ہے۔ یوں غمگسٹ ہوتا تھا جیسے
دوسرا لہ ان کا آخری لمحہ ہو گا۔ مگر حیرت انھیں ابت یہ تھی کہ اب تک ایک میٹ سٹ تو

ایک طرف، کار کسی چیز سے بچے تک نہ ہوئی تھی۔ سرگرمی پر موجود افراد اور دوسری کاروں کے ڈرائیور انہیں یوں حیرت سے دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان نہ ہوں۔ جنوں کی کسی نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسئلہ اسی قسم کی ڈرائیونگ کرنے کے بعد عمران نے کار ایک ایسی سرگرمی پر ڈال دی جو دوسرے خالی تھی اور پھر جیسے ہی وہ ایک اونچی سی بلڈنگ کے قریب پہنچی، عمران نے پوری قوت سے بریک لگا دیتے اور جرم کار سڑک سے ہٹ کر راتے مٹاتے بچا۔

اس بلڈنگ سے آگے والی بلڈنگ کے سامنے ایک نیلے رنگ کی کار کھڑی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران دروازہ کھول کر بیٹھے اترے۔ ایک مخفی سا بلڈنگ جس کی آنکھوں پر سونے شیشوں کی عینک لگی ہوئی تھی۔ پہلی کی سی تیزی سے بلڈنگ سے نکلے اور کار میں بیٹھ گیا اور پھر کار مکان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھتی چلی گئی۔

پوشے کو دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے اور اس نے برٹش اطمینان سے کار آگے بڑھا دی۔ وہ کافی فاصلے سے اس نیلے رنگ کی کار کا تعاقب کرنے لگا۔

پرنس! — تم نے اس انداز سے کار چلائی کس سے سیکھی ہے؟ — جرم نے پہلی بار زبان کھولی۔

کار چلائی — تو یہ کار ہے — لاؤل ولاؤ — میں اب تک یہ سمجھتا رہا کہ میں ہوائی جہاز اڑا رہا ہوں۔ لاؤل ولاؤ — بلکہ دوسرا لاؤل — عمران نے ٹراسا منہ بنا کر دیکھا کہ جرم بے اختیار ہنس پڑا۔

تم ہنس رہے ہو — میرا چاہ رہا ہے کہ میں پہنچتی ہو کروں۔ جملہ لوگ

ایسا سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کیا پرنس ہے جو کار چلا رہا ہے۔ آج کل تو مرس کے سفر سے ہی کار چلا تے ہیں۔ پہلو کوئی شریف آدمی یہ برداشت کر سکتا ہے کہ اس پر کار چلانے کا الزام لگ جائے۔ — عمران نے سمس کی صورت بناتے ہوئے جواب دیا۔

نہیں پرنس! — یہ واقعی سوائی جہاز ہے۔ کار نہیں ہے۔ — تم دل چڑھانا کرو۔ — جرم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

واہ۔ واہ۔ — شخص بھی کی ترکی گشتی ہے کہ جب بھی چاہا دلی کو چھوڑا کر آیا جب بھی چاہا چڑھا کر آیا۔ واہ۔ واہ۔ — عمران لب پری طرٹ سوڑ میں آچکا تھا۔

اب جھٹکا جرم کیا جواب دیتا۔ خاموش ہو رہا۔

نیلے رنگ کی کار مختلف سرگرمیوں سے گزر کر گھٹان کارنی میں داخل ہو گئی۔ اور مختصر دیر بعد وہ کوٹھی نمبر ۱۵ کے گیٹ پر ایک محلے کے لیے رکی۔ دوسرے محلے چھانکھلا اور کار تیزی سے چلتی ہوئی چھانکھ کے اندر غائب ہو گئی۔ سوڑ کو مغرب ہوئے فاصلے پر سوڑ چلتی ہی اس لیے ہر طرف اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ چربیہ کارنی چوکو شہر کے کافی فاصلے پر تھی تھی آباد جو فیضی اس لیے یہاں ابھی سرسبز لاشیں کا بھی کوئی اچھا انتظام نہیں تھا، اس لیے یہاں کچھ ضرورت سے زیادہ بھی اندھیرا چھایا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

نیلے رنگ کی کار محلے کی کوٹھی کے اندر گئی۔ عمران نے کافی دیر ایک گھنٹے درخت کے نیچے کار کھڑی کی اور پھر جرم کو نیچے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ پھرتی سے باہر آگیا۔

نہیں اس کو صحنی کے اندر جانا ہے۔ انتہائی بدشگونی ہے۔ — عمران نے جرم سے مخاطب ہو کر سرگوشیاں کہیں کہیں کہا اور جرم نے اثبات میں سر ہلے نہ ہو

اگتھا گیا۔ اور پھر وہ دونوں سامنے کی دو کوٹھیلوں کے درمیان موجود گی میں گھسنے چلے گئے اور پھر کوٹھیل کی پشت پرستے ہوئے ہوئے جب عمران اس کو مٹی کے نزدیک پہنچا تو وہ اچانک بگ گیا۔ اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الہام بکھار دیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے کوٹھیل کے گرد پراسرار نقول و حرکت کو محسوس کر لیا۔ کوٹھیل کو نامعلوم انداز سے گھیرے میں لے لکھا تھا۔ یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کو کوٹھیل میں چھوٹے چپا۔ نہ پر کوئی جنگ ہونے والی ہو۔

عمران چند لمحوں کی آڑ میں دیکھا کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں سر جھٹکا اور جہرم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

”جہرم! — تم یہیں کو۔۔۔ ایں کیلہ کو مٹی کے اندر جاتا ہوں۔ دو آدمی آسانی سے چنک کر مریے جائیں گے۔“
”جہرم پریشان! — اس کو مٹی کو گھیرے میں لیا جا رہا ہے۔ اگر تم اندر بھنس گئے تو۔۔۔ جہرم نے چٹکاتے ہوئے کہا۔

”تو چھڑکیا۔۔۔ تم آرام سے گرین باہیہ پتا۔۔۔ عمران نے قد سے درشت لیجے ایں کہا اور دوسرے لمبے وہ تیزی سے اچھلا اور مظلوم کوٹھیل سے ملوٹہ کوٹھیل کے بائیں بائیں کی دیوار جیاند کر اندر پہنچ گیا۔ اس کو مٹی کے اندر لائیں روکھیں تھیں اور لوگوں کے پلٹنے پھر سے اور بائیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

عمران کی تیز نظروں نے کوٹھیل کے پچھلے حصہ میں نصب پانی کے بڑے پائپ کو تباہی ہو کر کوٹھیل کی چھت پر جا رہا تھا اور عمران جھکے جھکے انداز میں تیزی سے اس پائپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھیل کے اس حصے میں گہرا اندھیرا تھا۔ اس لیے عمران کو اپنے دیکھنے سے جانے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔

چند ہی لمحوں بعد عمران کس چھپکسی کی طرح پائپ سے چٹا ہوا تیزی سے اور

چٹا چٹا ہوا تھا۔ چھت پر پہنچ کر وہ چند لمبے منڈیر کے قریب لیٹا رہا۔ اس کی نظروں نزدیک کوٹھیل پر چربی جوتی تھیں۔ دونوں کوٹھیلوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ وہ چھت پر سے چھلانگ لگا کر دوسری کوٹھیل کی چھت پر نہیں پہنچ سکتا تھا اس لیے اس نے ابھر ابھر نظریں دوڑانی شروع کر دیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کر سکتا۔ اچانک کوٹھیل کی تمام قبیل یکدم روشن ہو گئیں۔ وہ لگتا تھا جیسے کوٹھیل کو سورج لائیں کی تیز روشنی میں بھرا دیا گیا ہو اور دوسرے لمبے کوٹھیل کے اندر ناز رنگ شروع ہو گئی اور لوگوں کی مہانگ آواز اور جھیل کی آوازیں سے ارد گرد کا ماحول جاگ اٹھا۔

”ہوں! — تو کیل شہر و شہر ہو گیا۔۔۔“ عرا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
پھر یہ جنگ کوٹھیل سے لان میں شروع ہو گئی۔ سیاہ لباسوں میں ملبوس بے شمار نوجوان ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے اور پھر عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے چند اور سائے کوٹھیل کی دیواروں پر نمودار ہوئے اور پھر تیز ناز رنگ سے مائل گرد بننے لگا۔

دوسرے لمحے عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ آئے والوں کو انداز دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کے فہران ہیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سیکرٹ سروس والے پہلے سے موجود افراد پر چھپاتے چلے گئے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ ایسے حالات سے بچنے کے لیے انہیں مخصوص انداز کی ٹریننگ دی جاتی تھی۔

عمر دوسرے لمحے عمران ایک بار پھر جھٹک پڑا۔ کیونکہ اس نے ایک لمبے ترانے نوجوان کو تیزی سے کوٹھیل کی چھت پر چڑھتے دیکھا اور پھر فضا میں تیز گھومنا شروع کیا اور آواز گونجی اور ایک چڑسا جیسی کچھ فضا میں سے کوٹھیل کی چھت کی طرف پکنا نقر

آوا۔ پہلی کا پڑ سے رسی کی میٹھی نیچے آگری اور چھت پر موجود آدمی نے بڑی بھرتی سے وہ میٹھی مقام کی اور پہلی کا پڑ تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔

پہلی کا پڑ کا رخ چھوٹے لمبے ان کی طرف تھا اس لیے دوسرے میٹھی سے نکلے ہوا آدمی عمران کے قریب پہنچا اور پھر اس سے پہلے کہ پہلی کا پڑ آگے بڑھتا۔ عمران نے بڑی بھرتی سے پہلی کی میٹھی سے لٹکے ہوئے آدمی کی ہانگیں پکڑ لیں اور پھر اس کے جسم کو ایک شدید جھکے لگا اور وہ ہوا میں بلند ہوتا پلا گیا۔

عمران نے سب شخصوں کی ہانگیں پکڑ رکھی تھیں۔ اس نے اپنا جسم چھلانے کی شدید جدوجہد کی مگر عمران کو کسی طرح کی طرح اس سے چٹا ہوا تھا اور پہلی کا پڑ تیزی سے اڑتا ہوا فضا میں بلند ہوتا پلا جا رہا تھا۔

اپنا ایک اس آدمی نے ایک ہاتھ سے میٹھی کو تھاما اور دوسرے ہاتھ سے جیب سے ریڈیو نکلانے کی کوشش کی۔ وہ شاید ریڈیو اور کے ذریعے عمران سے چپکا حاصل کرنا چاہتا تھا۔

مگر میں اسی لمحے پہلی کا پڑ نے ایک زوردار جھلک کھپا یا اور اس آدمی کا وہ ہاتھ جس سے اس نے میٹھی مقام رکھی تھی۔ میٹھی سے الگ ہو گیا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے پیٹے سیکنڈز ٹنٹ نیچے زمین کی طرف راتفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح گرتے چلے گئے۔ اس آدمی کے ملحق سے ایک بار چیخ سی نکلی اور پھر شاید وہ خوف کے مارے بنے ہوش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد تاریکی نے ان دونوں کو نگل لیا۔ اس قدر لمبندی سے نیچے گرنے کا نتیجہ صاف ظاہر تھا۔

ریڈیو اشارہ کی کمر جیسے ہی پرچ میں رکی وہ تیزی سے نیچے اڑا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے برآمدے میں پہنچتے ہی سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آیا۔

”نمبر تھری؟“ نعم کہاں ہے۔“ ریڈیو اشارہ نے تیز جیسے میں اس سے غائب ہو کر کہا۔

”مخوف فیلڈ جناب۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تھکر کہاں۔“؟ ریڈیو اشارہ نے بے چین لہجے میں کہا۔

”ایمرینس مینڈ میں جناب۔“ نمبر تھری نے کہا۔

”او۔ کے۔ جلدی پو۔“ میں بلند آواز سے حاصل کر کے یہاں سے جا رہا تھا جوں۔“ ریڈیو اشارہ نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے میں داخل ہو گئے۔

نوجوان نے سوچ پر پور پلگا ہوا ایک عین دیا تو کمرے کے سامنے والی دیوار درمیان سے شق ہو کر الارمی کے تختوں کی طرح مختلف سمت میں چلی گئی اور اب وہاں ایک راہداری سی نظر آ رہی تھی۔ وہ دونوں اندر داخل ہو گئے اور ان کے اندر جاتے ہی دیوار ایک بار پھر برابر ہو گئی۔ راہداری کے آخری کونے میں لوہے کا ایک مضبوط دروازہ موجود تھا جس پر سرخ رنگ کا ایک بلب مسلسل چل بجھ رہا تھا

نوجوان نے جہت سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اس کے کونے کو ٹھونس انداز میں دبا کر ڈبر اس سے دروازے کے ساتھ لگا دیا۔ بجلی سی سیٹی کی آواز اجیری اور دروازہ کھلتا ہوا نکلا۔ جب اب سبز بوجھ مٹا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے دو میان ایک میز اور اس کے گرد بیچ چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ سامنے کی دیوار میں ایک کافی بڑا سیٹ نصب تھا۔ نوجوان نے آگے بڑھ کر سیٹ پر گرے ہوئے چھوٹے سے سبز رنگ کا چکر کو مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھماتا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد جب اس نے سبز رنگ کو اپنی طرف کھینچ کر سیٹ کا دروازہ کھل گیا۔ سیٹ میں مختلف فائلیں بڑے قرینے سے سجی ہوئی تھیں۔

نوجوان نے سیٹ کے ایک کونے میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو پاسک کی پھیلی میں بند چھوٹی سی فلم اس کے ہاتھ میں پھٹی۔ ریڈاسٹار نے فلم اس کے ہاتھ سے ہٹ چھٹی لی جیسے اگر اسے ایک لمبے کی بھی دیر ہو گئی تو فلم بڑا میں سمیٹ لیا جوبانے لگی۔

’بھئی۔۔۔ ہاں بھئی ہے۔‘ ریڈاسٹار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ہاجر اس سے پہلے کہ وہ فلم کو جیب میں ڈالے۔ اچانک ایک کرنٹ آواز ان کی پشت پر گونجی۔

’خبردار!۔۔۔ اگر ذرا بھی کسی نے حرکت کی‘۔

اور وہ دونوں بجلی کی سی تیرنا سے گھوم گئے۔ سامنے ہاتھ میں مٹین گن اٹھائے ایک قوی ہیکل نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے بوسن رنگ کا نقاب تھا جس میں ستے اس کی آنکھیں بھی کے قموں کی طرح روشن تھیں۔

’کون جو تم۔۔۔‘ بوڑھے ریڈاسٹار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور علی

انسی نے ریڈاسٹار کے قریب کھڑے سبز بھڑی نے نشانہ کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی مگر نقاب پوش کی مٹین گن نے شعلے اگلے اور بے شمار گولیاں سبز بھڑی کے جسم میں راست بنائے میں کو باب ہو گئیں۔

پھر اس سے پہلے کہ ریڈاسٹار سنبھلتا، نقاب پوش نے اچانک مٹین گن کا رنج ریڈاسٹار کی طرف کیا اور دوسرے لمبے ریڈاسٹار میں گولیوں کی بوچھاڑ میں ان کی طرح گھبر کر فرشتے پر ڈھیر ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے فلم کی پھیلی نکلی کر فرشتے پر لڑھکے لگی۔ نقاب پوش نے تیزی سے آگے بڑھ کر وہ فلم اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر فلم بوجھ کر رک رہی تھی اس لیے وہ اس کے ہاتھ نہ آئی تو اس نے سبار سے کے لیے فرشتے پر دوسرا ہاتھ بڑھایا اور پھر لڑھکتی ہوئی فلم تباہ کر لی۔

مگر جیسے ہی اس کے ہاتھ فرشتے پر پڑا، اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھمکے سے بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی پوری کمرش میں اللہم سا بک اٹھا اور کمرے کی تمام بیاں روشن ہو گئیں۔ سبز نقاب پوش کو کمرے میں تیرنا رنگ کی آوازیں گونجتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے ساتھیوں نے اللہم کی آواز سن کر کمرے پر حملہ کر دیا ہے۔ مگر اب وہ اس جوت دان میں ہے جس جوت کی طرح ہتھ گھسیٹا تھا۔ اس نے فلم اٹھا کر جیب میں ڈالی اور تیرنا سے لوہے کے بند دروازے کی طرف بڑھا۔

مگر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے ہاتھ کو بجلی کا ہنس نندناک لگا کہ اس کا پورا جسم کئی گیند کی طرح اچھل کر سیٹ کے کونے دروازے کے اندر موجود قانون سے جا ٹکرایا اور ٹکڑوں سے بھرا ہوا ریک کسی انداز کی طرح تیزی سے گھومتا چلا گیا۔

اب نقاب پوش ایک خاموشی بڑا ہوا تھا۔ فالتوں والا میک دوبارہ گھوم چکا

حق۔ اب وہاں اُسے پاٹ دیوار سے غلط آ رہی تھی۔ جھٹکے گئے سے اس کے ہاتھ سے
مٹین گن تو پیسے ہی چھوٹ چکی تھی۔ اب وہ اس خالی جگہ میں نہتا پڑا ہوا تھا۔ اس
نے وہاں گرتے ہی چند لمحوں میں اپنے آپ کو مستحیال کیا اور پھر وہ چھڑے سے اسٹو
کھڑا ہوا۔ خاتر جگ کی گنگناہار آواز میں اب تک اس کے کانوں میں پڑ رہی تھیں مگر یہ
آہنی ہلکی تھیں کہ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کہیں چلتے چل رہے ہوں۔

نقاب پوشش نے بے پنی سے ابھر اھر دیکھا۔ اب ایک چھوٹا اور تنگ سا کمرہ
مقام میں چاروں طرف پاٹ دیواریں تھیں۔ اُسے اور تو کچھ نہ سوچا۔ اس نے
دونوں ہاتھوں سے دیواروں کو کھٹکنا شروع کر دیا۔ اس نے سوچا تھا کہ شاید
اس طرح اُسے یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ مل جائے۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کی
کوششیں بار آور ثابت ہوئیں۔ دیوار کے ایک حصے پر جیسے ہی اس نے ہاتھ مارا ملنے
والی دیوار اپنی جگہ سے ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں اوپر کی طرف جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف
نظر آ رہی تھیں۔

نقاب پوشش کی نظروں میں خوش اور سرت کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اُسے سیڑھیوں
کے انتہام پر آسمان صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ سیڑھیوں کا انتہام چھت پر ہوگا۔
اس نے جب یہاں ہاتھ ڈال کر غم کی مڑبڑ کی کا اطمینان کیا اور پھر سیڑھیوں پر چڑھنے کی
جگہ اس نے اپنی کھائی پر بندھی جاتی گھڑی کے ڈنڈے کو منھوس انداز میں باہر کی
طرف کھینچا۔ دوسرے لمحے ڈنڈے پر سرنگ رنگ کا قطرہ تیزی سے پھٹنے لگے۔

”بیویوے اولڈ ٹاکس کا ٹنگ اور“۔۔۔ نقاب پوش نے گھڑی کے ایک کونے کو
منہ سے لگاتے جھٹکے گا۔ اور پھر اور کہہ کر اس نے اُسے کان سے لگے لیا۔

”ییس۔۔۔ ایئر سکوڈ وی اینڈ اور“۔۔۔ دوسری طرف سے دھمکی آواز سنائی

دی۔

”کیا تم پہلی کا پٹر پر ہو۔ اور“۔۔۔؟ اولڈ ٹاکس نے پوچھا۔

”ییس ہاں!۔۔۔ مگر پھر پہلی کا پٹر پر۔۔۔ اور میں اس کو مٹی کے عین اوپر

ہوں۔ اور“۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ فوراً اس کو مٹی کی چھت پر اتر آؤ۔۔۔ زیادہ نیچے آئے

کی ضرورت نہیں۔ پس میری نیچے چٹیک دینا۔ اور اینڈ آئی۔۔۔ اولڈ ٹاکس نے

کہا اور پھر ڈنڈے کے باکر اس سے رابطہ ختم کر دیا اور تیزی سے سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا

اس کا دل خوشی سے تھپہا رہا تھا۔ اس نے وہ علم حاصل کر لی تھی اور نہ صرف فہم حاصل

کر لی تھی بلکہ اپنے دیرینہ دشمن ریڈا سٹار کا بھی خاکہ کر کے اس کا میاب ہو گیا تھا۔ یہ

اس کی ذہانت تھی کہ وہ کوشش میں کیلئے ہی داخل ہوا تھا۔ اور عین اسی لمحے اس کمرے

میں گنگ جیک ریڈا سٹار اور پھر تیزی باہاری میں ٹھکے تھے۔ پھر اس نے جلد ہی

سوچ پور پور وہاں ٹھہر گیا تھا جس کے ذریعے وہ اس باہاری میں گھسا۔ اور اس

طرح وہ مٹین گن سمیت عین اس وقت سیف والے کمرے میں پہنچ گیا جیک ریڈا سٹار

کے ہاتھ میں غم تھی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ پہلی کا پٹر کے ذریعے انتہائی آسانی سے

یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

چند لمحوں بعد وہ چھت پر پہنچ گیا اور عین اُسی لمحے فضا میں ایک چھوٹا سا بیگ پڑ

نور ہوا اور پھر اس کی سیڑھی نیچے ٹھک آئی۔

دوسرے لمحے اولڈ ٹاکس نے سیڑھی کو دونوں ہاتھوں سے تھاما اور پھر اس کا

بسم ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک نوردوار

جھٹکا کھٹکے سے نیچے سے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں تھیں۔ پہلی کا پٹر اس دوران

فضا میں اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ پہلے تو اس نے اپنی ٹانگیں چھڑانے کی کوشش کی مگر اس

اولڈ فاکس ایسے موقع پر کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس لیے انہوں نے ایک ہاتھ سے سڑھی سنبھالی اور دوسرے ہاتھ سے جیب سے دیولوز نکالنے کی کوشش کی تاکہ گولی مار کر ناہنگیں پڑنے والے سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔

مگر اس کی قسمی کہ میں اسی لمحے جیل کا پڑنے ایک جھوٹا کیا اور اس کے اگوتے ہاتھ میں مٹی جوئی میرھی اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی اور اس کا جسم ایک جھکے سے نیچے جڑا دی فٹ گہرائی میں گرنا چلا گیا۔ اس کے تعلق سے یہ اختیار کیا چیز کسی بھی پھر دماغ پر اندھیرا سا مسلط ہوتا چلا گیا۔



بلیک نے جو وہ جیب اپنی مخصوص سپرٹ کار میں گھسائی کوئی پینچا تو اس نے کار کو مٹی نمبر ۱۱۲ سے ایک کو مٹی پہلے ہی روک لی۔ گاڑی پر نما اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ابھی وہ کار سے اترنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک کو مٹی کے اندر نا رنگ کی آواز گونجی۔ اور پھر یوں محسوس ہونے لگا جیسے درمستار پہ پڑیاں آپس میں الجھ پڑی ہوں۔

بلیک نیرو نے پھرتی سے جیب سے بی ٹائیو ٹرانسزیکٹر کی اس کا میں آن کر دیا۔ دوسرے لمحے اس میں سے صفر کی آواز ابھری۔

”صفر سبلیک اور۔“

”یکسٹو۔“ صفر! اپنے ساتھیوں سمیت کو مٹی پر چڑھ دوڑو۔ بس اس بات کا

خیال رکھنا کہ کو مٹی میں سے کوئی پتہ نہ جانے پائے۔ کسی قسم کی مٹی برتنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھ گئے۔ اور۔“ بلیک نیرو نے مخصوص لیے

”لیس سرا۔“ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ اور۔“ صفر نے پراعتاد لیے ہیں تواب دیا۔

”اور اینڈ آل۔“ بلیک نیرو نے تواب دیا اور پھر ٹرانسزیکٹر کے آگے جیب میں ڈالا اور خود کا سرے ہاں ہنگی کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے گئے میں ٹائٹل سبک شلی ہوئی تھی وہ احتیاط آگے ہڑاے آیا تھا۔ آگے معلوم تھا کہ کوئی یقین اندھیرا ہو گئے اس نے ٹائٹل سبک شلی آنکھوں سے لگا لی اور پھر ایک کو مٹی کی دیوار میں دھک کر کو مٹی پر نظریں جمادیں۔ اسی مخصوص دھن کی وجہ سے آگے اندھیرے میں ہی سب کچھ اسی طرح نظر آ رہا تھا جیسے رات کی بھانے دن نکلا ہوا ہو۔ اس نے دیکھا کہ سبک شلی سر کی کے ٹھکانے کو مٹی میں گھس گئے اور پھر نا رنگ پہلے سے زیادہ تیزی پڑتی چلی گئی۔

مگر دوسرے لمحے وہ برقی حرج چونک پڑا۔ جب اس نے کو مٹی کی سپاٹ چھوت پر ایک سیاہ پوش کو جس نے نقاب پہن رکھا تھا کھڑے دیکھا اور پھر اسی لمحے فضا کی بلندی میں سے ایک چوڑا سا بیلی کا پتہ تیزی سے نیچے اترتا ہوا اس میں سے رس کی ایک ریشمی نیچے پھسکی گئی۔ چھت پر کھڑے ہوئے سیاہ پوش نے بڑی پھرتی سے رس کی سڑھی کا کھلا حصہ تھامنا اور پھر وہ فضا میں منہ ہوتا چلا گیا۔

”نکل گیا۔“ بلیک نیرو نے رات پشتے ہونے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ پہلے سے جی زیادہ حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب بلیک نیرو نے قریب کو مٹی کی چھت سے ایک اور سائے کو چھوٹے دیکھا اور پھر اس سائے نے انتہائی پھرتی سے پہلے والے سیاہ پوش کی ٹانگیں پکڑ لیں جو مٹی کی مٹی میں سے لٹکا ہوا تھا۔

تیز بشت میں جا چکا۔

”میں سر — سب ٹھیک ہیں اور اس وقت ہم کو کھٹی کے باہر ہیں اور“ —
صنذر نے جواب دیا۔

”میرا بات مڑے سنو صنذر — جو پندہ کو کھٹی سے اٹھا تھا وہ میرے خیال
میں سبز جیل کے آس پاس کہیں گرا ہے۔ میں اس کے تعاقب میں جا رہا ہوں۔
تم سب ہمیں تندر جلد ملن مرنے کے دہان پہنچنے کی کوشش کرو۔ اور اینڈ آف —
بیک۔ زیدو نے تیز پیچھے میں کہا اور چہرہ میں آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے
ایک سیڑھی پر پاؤں کا دباؤ بڑھا دیا۔

اس کا اشارہ تھا کہ جہاں وہ دو سائے گرنے ہیں وہ جگہ سبز جیل کے آس پاس
ہی ہو سکتی ہے اور وہ چاہتا تھا کہ کس اور کے دہان پہنچنے سے پہلے ان مک
پہنچ جائے تاکہ وہ فلم اگرن کے پاس ہو تو وہ اسے حاصل کر سکے۔ اس کی کھڑکی تیز رفتاری
کے ریکارڈ توڑتی ہوئی سبز جیل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔



جی جی نے عمران کو جھپٹ کر میز پر سے لٹکے ہوئے آدمی کو پکڑتے دیکھا اور
پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے پہلی کاپڑان دونوں کو لٹے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔
ان کا رخ شمال کی طرف تھا۔
جیرم نے فوراً ہی اس کا تعاقب کرنے کی ٹھانی اور چہرہ انتہائی تیزی سے لگی

بیک زیدو دوسرے سائے کی پھرتی اور جھپٹ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ایک لمحے کے
لیے اس کے ذہن میں عمران کا خیال آیا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ذہن کو جھٹک دیا۔
اب اس کی نظر ان دونوں لٹکے ہوئے افراد پر جمی ہوئی تھیں۔ ساتھ ہی اس نے
تیزی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔
”ایکسٹرنیٹنگ — فوراً باہر آؤ۔ پندہ آؤ گیا ہے۔ اور اینڈ آف — بیک زیدو
نے تیز پیچھے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

بیک زیدو کی نظر اب جی جی کی پکڑ پر جمی ہوئی تھیں۔ اب پہلی کاپڑان کی فہمی
پر پہنچ چکا تھا۔ اس کا رخ شہر سے باہر چھوٹی پھاڑیوں کی طرف تھا۔ بیک زیدو
وہاں تک پہنچا کہ پہلی کاپڑان کی دور میں کی دوسرے باہر سے نکل جائے کیونکہ اب
اس نے پروگرام بنالیا تھا کہ وہ پہلی کاپڑان کو فوری طور پر دھونڈنے کی کوشش کرے گا۔
ابھی پہلی کاپڑان صفوی ہی دور گیا تھا کہ اس نے دیکھا کہ وہ دونوں سائے پور میز پر
سے چھپے ہوئے تھے۔ میز پر سے اٹھ کر وہ دوسرے سے لپٹے ہوئے
فضا میں اڑتے ہوئے اپنے گرتے چلے گئے۔

”اوہ! — ان کا پہننا ٹھیک ہے۔“ بیک زیدو نے بڑا لٹے ہوئے کہا اور
پھر دل ہی دل میں ایک اعزازہ کر کے اس نے درمیان آنکھوں سے بٹانی اور پوری
تیزی سے کار کے اندر گھس گیا۔ دوسرے سائے کا ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی
سے سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔

بیک زیدو نے پھرتی سے ڈش بورڈ کا ایک مخصوص بٹن دبا دیا اور ڈش بورڈ پر
سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے لگنے لگا۔

”صنذر پیننگ اور — چند لمحوں بعد دوسری طرف سے صنذر کی آواز ابھری۔
”ایکسٹرنیٹنگ — کیا سب ممبران ہیجڑ ہیں۔ اور —“ بیک زیدو نے

میں جگمگا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کی کار تیز رفتاری سے شمال کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

جبرم کو ڈر بیل کا پٹر کے ساتھ لٹکے ہوئے سامنے مدھم سے منظر آ رہے تھے۔

پھر جب جبرم نے ایک موٹر سائیکل نظر میں دوبارہ آسمان کی طرف اٹھائیں تو اس کے سر پر ہم سا پوٹ پڑا۔ اُسے بیل کا پٹر کے ساتھ ٹکلی ہوئی سیڑھی سی خالی نظر آ رہی تھی اور اس سے لٹکے ہوئے وہ دونوں سامنے غائب ہو چکے تھے۔

”اوہ! یہ کیا ہوا۔۔۔؟ اب پرانی زیر و کا پہننا محال ہے۔۔۔ جبرم نے دانستہ ہیٹے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار کی رفتار انتہائی ممکن حد تک تیز کر دی۔ وہ جلد از جلد اسی گٹر تک پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں اس کے اندازے کے مطابق وہ دونوں گئے ہوں گے۔

اب وہ جس سڑک پر جا رہا تھا اس کا اقسام سبز جھیل پر ہوتا تھا اور جبرم کے اندازے کے مطابق وہ جگہ جہاں پر انس زیر و گرا ہو گا وہ جگہ سبز جھیل کے آس پاس ہی ہو گی۔

گھر اسی وہ تھوڑی سی دُور آگے گیا جہاں گاڑی کا ایک کار کے انہیں نے جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔ جبرم نے چونک کر ڈانٹوں پر غور ڈالی اور دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ مٹھوں دھماکے والی موتی بیڑی کی گئی خالی ہوئے کی طرف اشارہ کر رہی تھی اور پھر خند پھی لمحوں بعد انہیں یکدم ساکت ہو گیا۔ جبرم نے کار کو ایک سائڈ پر کر کے بریک ماری اور پھر تیزی سے بائیں مٹھی آیا اس لمحے ایک سیاہ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اس کے قریب سے ٹکرائی تھی۔ جبرم نے بائیں مٹھی کر اوجھڑا کر دیکھا۔ وہ اس وقت لاڈلار کا لونی میں موجود تھا اور پھر اسے

سامنے ایک کینے کے سامنے کھڑا ہوا موٹر سائیکل نظر آ گیا جس پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا اور سڑک پر کھڑے ہوئے ایک آدمی سے باتوں میں مصروف تھا۔

جبرم تیزی سے موٹر سائیکل کی طرف جھپٹا اور اس نے دونوں ہاتھوں کے ایک ہی جھٹکے سے سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان کو یوں اٹھا کر ایک طرف چھینک دیا جیسے وہ نوجوان کا غذا بنا ہوا تھا۔ نوجوان کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ بند ہوئی۔ اور اس کے حلقہ ہوئے کی وجہ سے موٹر سائیکل سڑک پر گرنے لگے مگر جبرم نے نہ صرف انتہائی بھرتی سے اُسے گرنے سے روک لیا بلکہ اس سے پہلے کہ کوئی سجدہ وہ موٹر سائیکل کی سیٹ پر سوار ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے موٹر سائیکل رانفل سے ٹکلی ہوئی گولی کی طرح آگے بڑھا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے سبز جھیل کی طرف دوڑنے لگا۔ جبرم نے انجینئر کو ٹھکنے تک گھما دیا تھا۔



جیسے ہی عسکران کے جہم کو جھکا لگا اور اس نے اسی آدمی کی تیز چیخ سنی جس کی مانگیں اس نے بجز روکھی نہیں تھوڑے سجدہ گیا کہ اب کیا ہو گا۔ اور پھر وہ دونوں رانفل کی گولی کی طرح نیچے گرتے چلے گئے۔

عسکران کے دماغ میں جھوٹا خیال سے آنے لگے۔ ہار بار دماغ پر اندھیرا سا چھا جاتا۔ مگر اس نے اپنے اپنے پناہ قوت لڑائی کی بنا پر اپنے جوش و حواس قائم رکھے اور اس آدمی کی مانگیں نہ چھوڑیں۔ عسکران کے دماغ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ

اب وہ کسی طرح اس خوفناک موت سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔ جو چند لمحوں بعد اُسے اپنے اپنی جیسا کہ صورت میں نظر آ رہی تھی۔

نقاب پوش کا جسم بالکل فوجیلا ہو چکا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔ چہرہ نہ ہی ٹھون بزدلین قریب آتی ہو گئی تھی۔ عمران نے انتہائی چابکدستی سے پتہ چڑھ کر نقاب پوش کے جسم کو جھٹکا دیا اور پھر وہ دونوں ایک زوردار دھچکے سے زمین پر گر گئے۔ مگر عمران کی حاضر و باحالی نے یہاں بھی کام دکھایا۔ اس نے نقاب پوش کے جسم کو اس انداز میں جھٹکا دیا کہ پہلے نقاب پوش کا جسم زمین سے ٹکرا اور دوسرے میں عمران زمین اس کے جسم کے اوپر گرا اور پھر اس نے اپنے جسم کو اچھالا دیا اور کسی گیسٹ کی طرح ایک طرف طعنت چلا گیا۔

وہ دونوں سبز جیل کے بالکل کنارے پر گرے تھے۔ اسی لیے عمران کے جسم نے جب جھٹکا کیا تو وہ اچھل کر جیل کے اندر جا گرا۔ اس عرت عمران اس یقینی موت سے صاف طور پر بچ گیا۔ البتہ نقاب پوش کے جسم کے پرچے اڑ گئے تھے۔ ایک تو وہ پوری قوت سے زمین سے ٹکرا اٹھا اور باقی رہی سہی کسر عمران نے عین اس کے اوپر گر کر پوری کر دی تھی۔ اس کے ملحق سے بیچ تک نہ نکل سکی تھی۔

عمران نے جیل میں گرنے ہی اپنے آپ کو سنبالا۔ اس کا جسم ابھی تک سستا رہا تھا اور پھر وہ تیزی سے تیرتا ہوا کنارے کی طرف بڑھا۔

کنارے پر پہنچ کر عمران ایک جھٹکے سے باہر آیا اور پھر دوڑتا ہوا نقاب پوش کے بجھرے ہوئے جسم کا طرف بڑھا۔ اس نے مردہ نقاب پوش کی انتہائی تیزی اور چہرے سے تلاش کی۔ مگر اس کی جیبوں میں غلط نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ عمران کا دل دھک سے رہ گیا۔ جس چیز کے لیے اس نے اپنی جان کی بازی لگا دی تھی وہی چیز نقاب پوش کی تھی۔ عمران نے ایک بار پھر مردہ نقاب پوش کی

تلاش کی یعنی شروع کر دی مگر بے سود۔ اس کے پاس غلط نہیں تھی۔

ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے کہ اُسے آسمان پر پہنچا کر پھر کی گڑا گڑا ہلے سسٹائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ پہلی کا پیر کا پاگل اپنے ساتھی کی تلاش میں نیچے اتر رہا ہے۔ اس لیے عمران تیزی سے اچھلا اور پھر انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا اس نے دونوں کے جھنڈ میں گت چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دونوں کے جھنڈ میں پہنچا۔ پہلی کا پیر جیل کے کنارے اتر گیا اور پھر اس میں سے دو افراد نکل کر انتہائی تیزی سے نقاب پوش کی طرف بڑھے۔

نقاب پوش کے قریب رک کر وہ ایک ٹھٹھے کے لیے ٹھٹھا گئے۔ مگر دوسرے ٹھٹھے ان میں سے ایک نے تیزی سے مردہ نقاب پوش کی تلاش کی یعنی شہرٹ کر دی ابھی وہ تلاش کی حالت میں نہ کر سکا تھا کہ دور سے ایک کوا کی جیہڑیاں نہیں نہیں کار آمد تھی اور طوفان کی طرح جیل کی طرف بڑھی تھی۔

کار کو دیکھتے ہی ان دونوں نے انتہائی بھرتی سے نقاب پوش کی تلاش کو اٹھا کر پہلی کا پیر میں ٹھونسا اور پھر جس ٹھٹھے کا جیل کے کنارے پہنچی۔ پہلی کبوتر فضا میں بند ہو چکا تھا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیل کے کنارے پہنچی اور پھر اس میں سے ایک نقاب پوش اتر کر اس جگہ پہنچا جہاں ابھی تک لاش کے کچھ حصے اور خون پھیلا ہوا تھا۔ اس کی تہ و تہ سے اور جیل واصل دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ بالکل نیرو ہے۔ اس کے دل میں مسرت کو اس کا سمجھا کہ جبکہ نیرو وانا کا کامیاب بار ہو ہے۔ مگر دوسرے ٹھٹھے وہ سوچ رہا تھا کہ وہ نیم آغریاں نقاب پوش کی۔

اب وہ بھی سوچیں تھیں۔ ایک تھیک کہ اس نقاب پوش کے پاس سر سے

کہ نقاب ہوا جبکہ دوسرا ایک نوجوان سماعتاً وہ سمجھ گیا کہ ان دونوں کی موت
اب یقینی ہو چکی ہے، اس لیے اس نے دو بین کڑی سے اس انداز میں گھما
شروع کر دیا کہ وہ دونوں سائے دو بین کے ٹوکس میں رہیں۔

ابھی ان دونوں سائیڈوں نے اوجھا حاصل ہی کیے کہ ایک بڑا بڑا جاکہ وہ چمک
پڑا، اس نے ایک سائے کی چیمپ سے پلاٹنگ کی ایک جھیلی گرتی ہوئی دیکھی مگر
وہ دو بین کے ذریعے ان کی طرف پوری طرح متوجہ نہ ہوا تو شاید یہ چھوٹی سی
چامک کی جھیلی اُتار گرتی دکھائی نہ دیتی۔ مگر اب اس نے اُسے دیکھ لیا تھا اور
بھروسہ اس کے سامنے ہی سبز جھیلی کے قریب پایا لے نامعلومی درخت کے اوپر
گرگشتی، اور میں اُسی لمحے وہ دونوں سائے میں زمین پر جا گرے، اور اس سائے
ان کی موت کے منظر سے گھبرا کر ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کر لیں مگر چیمپ
دوسرے لمحے اسی نے آنکھیں کھولیں تو وہ یہ دیکھ کر چمک پڑا کہ ان میں سے
ایک سایہ اچھل کر جھیلی میں جا گرا تھا جبکہ نقاب پوش کے سہم کے پرچے اڑ گئے
تھے، اور پھر اس نے نوجوان کو جھیلی سے نکل کر تیزی سے اس نقاب پوش کی
طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ نوجوان انتہائی تیزی سے مردہ نقاب پوش کی کلاشی
لے رہا تھا۔

پھر اس نے جھیلی کا پڑ کو نیچے اترے اور سائے کو درختوں میں غائب ہوتے
دیکھا۔ جھیل کا پڑ سے اترنے والے بھی انتہائی تیزی سے مردہ نقاب پوش کی
کلاشی لے رہے تھے، اور پھر وہ چامک کی جھیلی بھی اُسی مردہ نقاب پوش کی
جیب سے نکلی تھی، اُسے وہ سمجھ گیا کہ دوسرے سائے اور جھیلی کا پڑ سے
اترنے والی کو بھی اسی جیب کی کلاشی ہے، پھر اس نے وہاں کھار اور ڈرائنگل
کو پھینچے دیکھا۔ وہ سب دیکھتے ہوئے تھے۔

کوئی غم مٹی ہی نہیں، اور دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ زمین پر گرنے کے
دوران غم اس کی جیب سے نکل کر کہیں گر گئی ہو۔

ان چند لمحے سوچتا رہا پھر اسے دوسرے ایک بولسا نکل جھیلی کی طرف
بڑھتا نظر آیا۔ اور اُسی لمحے اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اُسے یہاں سے نکل جانا
پابین ہے۔



وہ ایک غیر ملکی ماہر شکایت تھا اور اس نے اپنی کوٹھی میں ایک اونچے مینار پر
حصہ گاہ بنائی ہوئی تھی جہاں سے وہ اپنی ہی بنائی ہوئی منصوبہ دو بین سے رات
کو سارے دن کی پالی پڑھتا کرتا رہتا تھا۔

آج رات بھی وہ دو بین سے اٹھ نکلتے سارے دن کے مشاہدے میں مصروف تھا
کہا جاکہ اس کی نظروں کے سامنے ایک عجیب و غریب منظر ابھرا۔ اس نے ایک
جھیل کا پڑ کے ساتھ لٹکی ہوئی میٹھی کے ساتھ دوسرے چھپے ہوئے دیکھے اور پھر
اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ان دونوں سائیڈوں نے جھمکا لیا اور پھر جھیلی کا پڑ غالی
میٹھی بہت اوپر اٹھ چلا گیا جبکہ وہ دونوں سائے ایک دوسرے سے پیٹے ہوئے
انتہائی تیزی سے زمین کی طرف گر رہے تھے، اس کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ
نکل گئی۔ دو بین میں اُسے وہ دونوں سائے اس قدر قریب نظر آ رہے تھے
جیسے وہ اس سے چند فٹ کے فاصلے پر ہوں، ایک سائے کے چہرے پر سرخ رنگ

اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے وہ بچہ کا نوکس جھیل کے کنارے سے جھاکر اس بیٹے کی طرف دیکر دیا۔ اس کے ذہن میں تجسس کی لہریں اٹھ رہی تھیں کہ آخر اس شہیلی میں کیا چیز ہے جس کی خاطر اس قدر زبردستی ہو رہی ہے۔ اس نے سوچا کہ جب وہ بچہ کا کنارہ نکالی ہو جائے گا تو وہ اس شہیلی کو امٹا لے گا۔ اُسے پوری طرح اطمینان تھا کہ اس شہیلی کی موجودگی کا یہاں کسی کو علم نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس نے وہ بچہ کا نوکس جھیل کے کنارے کی طرف کر دیا اور اطمینان سے تمام کامروائی دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

مگر وہ جھیل سے وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ اس کی کلائی پر تیز ضربیں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔

”اس وقت۔۔۔ آخر اس وقت میری کیا ضرورت ہو گئی؟“ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے تیزی سے کلائی کی گھڑائی کا دھڑکنے میں غور میں ڈوبا۔
”جیو لو! وہ ناکس سپیکنگ اور۔۔۔“ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”میں نمبر زیرو الیون سپیکنگ اور۔۔۔“ اس نے جھراٹے ہوئے ہلچلے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نمبرو الیون!۔۔۔“ تباہ مکان سبز جھیل کے کنارے پر ہے۔ سبز جھیل کے کنارے سے جیل کا پٹرے لٹکا ہوا ہوا ایک ایجنٹ گرا ہے۔ اس کے پاس چونک کر شہیلی میں ایک فلم جتنی جواب اس کے پاس نہیں ہے۔ یہ بتائیے فلم وہاں کہیں گہری ہوگی۔ تباہی ڈیرہ یہ ہے کہ تم نے وہ فلم تلاش کر لی ہے۔ اور انتہائی ناموشی سے۔۔۔ کسی کو اس کے متعلق پتہ نہیں لگتا جانتے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے سوتے لیجے ہیں کہ کیا گیا۔

”اور بائیس دیرہ گڈ!۔۔۔“ مجھے معلوم ہے کہ وہ شہیلی کہاں ہے۔ اتفاق سے ہیں۔ رند گاہ میں موجود تھا اور میں نے خود ان سائیل کو نیٹے کرتے، اور خباب پوشش کی زیب سے وہ شہیلی شکل کر گرتے وہ بچہ پروٹھی ہے اور۔۔۔“
نمبرو الیون نے انتہائی پر جوش بلبے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اور!۔۔۔ دیرہ گڈ۔۔۔“ یہ تباہ مکان کے لیے ایک شاندار کارنامہ ہوگا۔
نمبرو الیون نے۔۔۔ تم فراہم شہیلی وہاں سے اٹھا کر مجھے رپٹ کرو۔ میں خود اسے تم سے آکرے لوں گا۔ اور!۔۔۔ دوسری طرف سے بھی بلبے میں مسرت کی لرزشیں نمایاں تھیں۔

”بہتر بائیس!۔۔۔ میں غم حاصل کرتے ہیں آپ کو کال کر دیں گا۔ اور!۔۔۔“ نمبرو الیون نے جواب دیا۔

”میں تمہاری کال کا منتظر ہو جاؤں گا۔ اور اینڈ!۔۔۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

نمبرو الیون نے وہ بچہ دیکر رابطہ ختم کیا اور پھر اس کی نظریں دوبارہ دیرہ پر جم گئیں۔ اس کا چہرہ جوش اور کامرانی سے چمک رہا تھا۔ قدرت نے اسے گھر پہنچے ایک عظیم کامیابی سے دوچار کر دیا تھا۔



عمران دھڑکنے سے نکل کر تیزی سے پیچھے ہٹا ہوا گیا اور پھر بلکہ ہی وہ نزدیک

کوئی میں گھستا پلائی، اس کے ذہن میں وہاں سے جو رہنے تھے، اپنی جان کی بازی لگا کر سب وہ اس فلم تک نہ پہنچ سکا تھا۔ اسی کی جیٹی جیسا کہ راجی سٹی کو نقاب پوش کے پاس وہ فلم ضرور ملتی۔ ورنہ وہ اس طرح پہلی کا پٹر کے ذریعے وہاں سے نہ جہاں نہ تھکتا۔ نگراں وہ فلم کہاں ہوگی۔؟ اگر وہ اس کی جیب سے نکل گئی ہے تو اب اس کی تلاش نا ممکن تھی۔ وہ سارے شہر کی مٹی نہیں کھدائی ل سکتا تھا مگر اکانی کا نقد بھی اس کے لیے موت کے برابر تھا۔

وہ اس کوئی کی ایک اندھیری گلی میں کھڑا بھی سوچ رہا تھا کہ اب آخر اس فلم کی تلاش کے لیے وہ کیا اقدام کرے۔؟ آخر اس نے سوچ سوچ کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ اس جگہ کا قیدی کرے چہلے سے وہ دونوں میٹر می سے گرے تھے۔ اور پھر سوچتے سوچتے وہ اچانک اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک چمک سی لبرائی تھی جسے یاد آگیا تھا کہ جب وہ فضا میں گر رہے تھے تو نیچے گرتے ہوئے ایک ٹکے کے لیے اس کی آنکھوں سے ایک مفلوس قسم کی چمک نکلائی تھی۔ اس وقت تو پتہ نہ چلے اس بات کے سوچنے کا پتہ نہ تھا اس لیے یہ چمک اس کے ذہن سے نکل گئی تھی۔

نگراں اُسے یاد آگیا تھا کہ وہ مفلوس چمک کسی دور میں کے شیشے کی چمک تھی چمک کا اندازہ اور اس کا مجہاں آتے ہی وہ سمجھ گیا کہ ایسی دور میں کوئی کام ڈھین نہیں ہو سکتی جیسا کہ انی پڑی دور میں ہوگی۔ ایسی دور میں جو رات کو سناں دل کی چال دیکھنے کے لیے انتظار کی جاتی ہے۔

اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا، اُسے یاد آگیا کہ عیال کے نزدیک ہی بازنگ سو سو تئیں ایک غیر ملکی ماہر فلکیات رہتا ہے جس کے مفاہیم اکثر اس کی نظروں سے گزرتے رہتے ہیں۔ اب اُسے یقین ہو گیا کہ وہ جب گرے تھے تو اس

ماہر فلکیات کی کوشش کے نزدیک تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ دور میں روشنی تھی اسی کو صاف مطلب تھا کہ وہ ماہر فلکیات اس وقت دور میں پر موجود ہوگا، اور اس نے یہ تمام مشورے کیا تو کیا ہوگا، اس نے سرباک ہو سکا ہے اس نے اس فلم کے گرنے کا مشورہ بھی دیا ہے ہوگا کیونکہ جس قسم کی وہ دور میں تھی اس کی زور سے ایک ذرہ بھی بچ کر نہیں بچ سکتا۔

یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر تقریباً دوڑنا ہوا مختلف گلیوں سے گزر کر سڑک پر آگیا۔ سڑک کی دوسری طرف ڈانگ کالونی تھی۔ اور پھر اندھیرے میں ہی فاسے دور سے وہ کوشی نظر آئی۔ جس کی سائید میں اسٹینڈر موجود تھا۔ وہ سڑک پار کر کے اس کوئی میں گھٹا اور پھر تیز قدم اٹھاتا اسی کوشی کے عقب میں آگیا۔

کوشی کے اندر خاموش چھائی ہوئی تھی۔ حیران چند لمحے دوار کے ساتھ دیکھا آہٹ لینے رہا۔ پھر وہ تیزی سے اچھلا اور چند لمحوں بعد وہ عقی دوار کراس کر کے کوشی کے اندر پہنچ گیا تھا۔ پھر اصل عمارت کے پیچھے ہوتا ہوا اسٹینڈر کے رخ پر آیا تو وہ اس کے کوشی کے پیچھے سے ایک ادھیڑ عمر کے غیر ملکی کو تیز تیز قدم اٹھاتے اندر گئے دیکھا، ڈھان ایک ستون کے پیچھے دیک گیا۔ غیر ملکی نے دھڑا دھڑو دیکھا گارا ہی نہیں کیا اور سب جانکارت کے اندر گھستا پڑا گیا۔

ذہان نے غیر ملکی کے پیچھے پر چیلے ہوئے جو شش خوش کو خاص طور پر چمک کیا تھا اور پھر وہ بھی اس غیر ملکی کے پیچھے ہی عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔

شرارت بھری آواز اجھری اور بیگ زبرد کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے خون کی روانی یکدم انتہا پر پہنچ گئی ہو۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے بونے لگ گئے تھے اور سیرس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جاگرا۔ وہ عمران کی غصوں سے آواز پہچان گیا تھا ایک لمحے کے لیے وہ دیکھنے کے عالم میں بیٹھا رہ گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس نے جھپٹ کر میز پر پڑا ہوا رسورا اٹھایا۔

عمران صاحب! — عمران صاحب! — کیا آپ زندہ ہیں۔ اوه۔۔۔ خدا کو شکر ہے۔ — خدا کا شکر ہے۔ — بیگ زبرد جو جوشن سرست میں جاگل سا ہو رہا تھا اس کی زبان سے مربوط فقرے ہی نہیں نکل رہے تھے۔

”اوسے ارے۔۔۔ تم تو راجیو ہو۔“ جھٹکا اٹھٹو لایے بولتا ہے۔ — میں اب تو قبیل واپس دن کی طرف جھپٹا پڑے گا۔۔۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ تم باری ترقی کر کے تعزیری بنا دوں۔“ — دوسری طرف سے عمران نے شرارت سے پرتبہ میں کہا۔

”اوه! — عمران صاحب! یقین کریں یہ محسوس ہی زندگی کا سب سے خوشگوار لمحہ ہے۔۔۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔۔۔؟“ بیگ زبرد نے اپنے آپ کو متنبہ کرتے ہوئے کہا۔

”اُسی کمانی سے۔۔۔ جہاں میری لاشیں کی خوش اب تک باری ہے۔“ — میں اتفاق ہے کہ مجھے وہاں ایک ٹیلیفون نظر آگیا۔۔۔ میں نے سوچا کہ چلو جنت میں جانے سے پہلے اپنے پیارے کالے زیرو کا حال پال ہی پڑچوں۔“ — عمران کی آواز سنائی دی۔

”عمران صاحب! — خدا کے لیے مذاق بند کیجئے۔ اس قسم کا کچھ کیجئے۔ سلطان صاحب تو سکیورٹی سرور کی اہی خاطر کرنے پر تیلے ہوئے ہیں۔“ — بیگ زبرد نے گھبراتے ہوئے بلیچ میں کہا۔ اب وہ اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔

بیگ زبرد سوچ رہا تھا کہ غصہ نہیں ہوتا تھا۔ ابھی بھی سر سلطان نے اُسے اچھی خامی جھاڑ پائی تھی۔ وہ غم میں غائب ہو چکی تھی جیسے کہ جسے سر سے نیچا گھسائی کلائی پر چھاپے ہوئے ناکام ہوا۔ اور جب وہ سبز جھیل پر پہنچا تو وہاں بھی کچھ نہ تھا۔ سوائے خون اور چند انسانی اعضاء کے۔

اور اب وہ ایک بار پھر مکمل تاریکی میں تھا۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر وہ کیا کرے؟۔ عمران کو بھی وہ واپس ان کے غلیظوں میں پہنچنے کا سبب سلطان نے اُسے سختی سے ہدایت کی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ آگے گھنٹوں کے اندر وہ غم و جوش نہ نکالے ورنہ عمران کے ساتھ ساتھ وہ سکیورٹی سرور کے فاقے پر بھی پھوس ہو جائیں گے اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ بہتر یہی ہے کہ وہ بھی خود کشی کر کے عمران تک پہنچ جائے۔۔۔ اس کے سوا اُسے اور کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ بیگ زبرد نے چونک کر رسورا اٹھایا۔ یہ غصوں ٹیلیفون تھا۔ اس لیے ظاہر ہے یا تو یہ کسی ممبر کی کال ہو گی یا پھر سلطان کی۔ اس نے رسورا اٹھا کر اپنے غصوں سے انداز میں کہا۔

”یاد اب یہ نام بدل ہی دو۔ دنیا ترقی کر کے کہیں نہ کہیں پہنچ چکی ہے نہ تو تم بھی ہم دن۔“ — فرنگ بیگ پہنچ چکا ہے۔۔۔ دوسری طرف سے ایک

نے فقرہ اودھوا چھڑا دیا۔

”اودھ! عمران صاحب!۔۔۔ آپ آخر اس کئی میں گرے سے کیسے بچ گئے؟“
 بیگم زیرو نے اہلک ایک خیال سے ہرچھا۔

”نور تھو! کیا خیال ہے کہ میں کھائی میں گرا ہی نہیں۔۔۔؟ خانی ایک ایک باتیں
 وہ بارگرا ہوں۔ ایک ایک باتیں کا پڑے کھائی میں اور دوسری بار اہل کا پڑے
 ہر خیال کے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اودھ!۔۔۔ تو وہ آپ تھے۔ اس وقت مجھے بھی یہی خیال آیا تھا مگر۔۔۔“
 بیگم زیرو نے حیرت بھرے لبوں میں پوچھا۔

”ہاں!۔۔۔ تمہیں تو بس میرا خیال ہی آ سکتا تھا۔ اچھا۔ اب باقی باتیں بعد میں
 فی الحال تم چند پتے ڈٹ کر لو اور میری کراں پر وید کا کام دے دو۔“ عمران
 نے کہا اور پھر اس نے اولڈ فاکس اور ریڈ اسٹار کے ہینڈ کوڈر کے پتے بنا دیئے۔
 اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بیگم زیرو کا چہرہ مسرت سے کھلا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جب میری
 کوثران کے زندہ ہونے کا پتہ چلے گا تو ان کا کیا حال ہوگا۔ وہ تصور ہی جی ان کی
 حالت سے محفوظ ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹیلی فون کا ریکورڈ لیا اور پھر جویا
 کے زہر گھمانے شروع کر دیئے۔

ختم شد

”یار!۔۔۔ اسی فلم کا ڈگر نہ کرو۔ مجھے شرم آتی ہے۔۔۔ وہ تو بالکل شیوہ یعنی
 عریانہ یعنی۔۔۔ بس اب اور کچھ نہ پڑھو۔“ فلم دیکھ کر میرا جی پاہر رہا تھا کہ میں
 اب میں شادی کروں۔“ عمران نے کہا۔

”میں اس چیز فلم کی بات نہیں کر رہا۔ جو بالکل سینڈوز میں دکھائی جا رہی ہے جگر
 اس فلم کا کہہ رہا ہوں جو ایک دوست ملک سے جیس جیس گئی تھی۔“ بیگم زیرو
 نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے وہ فلم۔۔۔ وہ کوئی فلم ہے۔ بس عجیب وغریب ہندو تھے اسی میں۔
 مجھے وہ فلم دیکھ کر براغصہ آیا تھا۔ جھلا وہ بھی کوئی فلم ہے جس میں عمران ہانگیں
 نظر آتی ہیں اور نہ ہی۔۔۔ ہی ہی۔۔۔ فوٹو ٹنگ فلم۔“ عمران نے جواب دیا۔
 ”مگر وہ ہے کہاں۔؟“ بیگم زیرو نے پُر تجسس لہجے میں پوچھا۔

”وہ میں نے ابھی ابھی سر سلطان کو بجا دیا ہے۔ ان کی عمر ایسی ہی ہے
 کہ وہ اس قسم کی فلم دیکھ سکیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اودھ! شکر خدا کہ تو فلم لگ گئی۔“ بیگم زیرو نے اطمینان کا طویل سانس
 لیتے ہوئے کہا۔

”مگر میں نے وہ شادی کا ڈگر کیا تھا۔ یار! اب خدا کے لیے میری شادی
 کرنا وہ۔ کیا خیال ہے۔۔۔ تو بکرا اپنے رشتے کی بات کرنے کے لیے جویا کے
 پاسن جیہوں۔“ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”خزور! جیسے۔۔۔ مگر متہرے!۔۔۔ مجھے پہلے جویا کو آپ کی زندگی کے بارے
 میں اطلاع تو کرنے دیں۔“ بیگم زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے ارے یہ غضب نہ کرنا۔۔۔ وہ بے چاری بڑے مزے سے بیٹن دت
 کے دن گزار رہی ہوگی کہ چلو اسی بہانے میں بیٹن آرام تو ملا اور تم۔“ عمران

مکمل ٹائل

لاسٹ وارنگ

مصنف مظہر کلیم رحمان

کافرستان کی نئی ایجنسی پکشل سروسز عمران اور پاکہ شیا سیکرٹ سروس کے مقابل لائی گئی تھی اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو حقیقتاً گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

وہ لمحہ — جب پکشل سروسز کے چیف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کی باقاعدہ چیکنگ کی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی واقعی لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے آگے بڑھنا ممکن نہ ہو گیا۔
وہ لمحہ — جب شاگل نے چھاپہ مار کر پکشل سروسز کی تحویل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو غائب کر دیا کیوں؟ کیا شاگل اپنے ملک کے خلاف کام کر رہا تھا؟
وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں نے لاشوں میں تبدیل ہو جانے کے باوجود مشن مکمل کر لیا اور کافرستان کی پکشل سروسز اور سیکرٹ سروس کے مقابلے ناکام ہو گئیں۔ کیوں اور کیسے؟ —

انتہائی دلچسپ ہنگامہ خیر اور منفرد انداز کی کہانی

یوسف براورز پاک گیٹ ملتان



مظہر کلہا

نئے از مطبوعات

یوسف پبلشرز، بک سیلز برادرز

پاک گیٹ ○ ملتان